هفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳۱ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ⦁ لاہور

شانِ مصطفےٰ

مولانا ظفر علی خان مرحوم

دیکھی نہیں کسی نے اگر شانِ مصطفےٰ
دیکھے کہ جبرئیل ہے دربانِ مصطفےٰ

لُطفِ خدائے پاک کی تصویر کھنچ گئی
پھرنے لگے جب آنکھ میں احسانِ مصطفےٰ

پھیلا ہوا ہے اسود و احمر کے واسطے
صحنِ عرب میں تا بہ عجم خوانِ مصطفےٰ

اسلام کا زمانہ پہ سِکّہ بٹھا دیا
اپنی مثال آپ ہیں یارانِ مصطفےٰ

رکھے وہ یاد، خُسروِ پرویز کا مآل
پہنچا ہو جس کے ہاتھ میں فرمانِ مصطفےٰ

میرے ہزار دِل ہوں تصدّق حضورؐ پر
میری ہزار جان ہو قربانِ مصطفےٰ

لائے نہ کیوں پہ نغمہ ملائک کو وجد میں
گاتا ہے جس کو بُلبلِ بُستانِ مصطفےٰ

آگیا

کر کے نثار آپؐ پہ گھر بار آگیا
سرکار آج آپ کے دربار آگیا

ناچیز ہوں حضورؐ کے قدموں کی خاک ہوں
اِک اُمّتی، غریب، گنہگار آ گیا

دونوں جہاں کی رحمتیں ہاتھوں میں آپ کے
اور مجھ سا نابکار، خطاکار آ گیا

کچھ اپنی غلطیوں سے مصائب کا ہوں شکار
کچھ مجھ پہ روزگار بھی دُشوار آ گیا

غم سے نجات مِل گئی اُمید بندھ گئی
کل رات خواب میں مرا سردار آ گیا

پہنچوں جو ایک بار تو اُٹھوں نہ پھر کبھی
دِل میں ہے جو زبان پہ اظہار آ گیا

مجھ کو تو شوق روزِ قیامت میں ہے اُمید
جب آپؐ سا شفیع و مددگار آ گیا

عبدالمجید خاں شوق
بورسٹل انسٹی ٹیوشن۔ لاہور

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۶ | ۱۴ر شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۱ر مارچ ۱۹۶۱ء | شمارہ ۴۷

قرآنی قانون اور اسلامی نظامِ حکومت

دنیا بھر میں اختلاف

آج کل تمام دنیا میں طرزِ حکومت اور ایک جامع اور صالح ترین آئین کی بحث اور اسی لئے بین الاقوامی کش مکش جاری ہے۔ مثلاً روس یا روسی برسرِاقتدار پارٹی کا دعوٰے ہے۔ کہ اشتراکی نظامِ حکومت ہی بنی نوع انسان کا نجات دہندہ ہے۔ اس نے اپنے ہاں ایسی ہی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ بلکہ یورپ اور ایشیا کے اور بہت سے ملکوں میں بھی اسی کو جاری کرا دیا یا جاری کرانے کی سعی جاری ہے۔ آبادی کے لحاظ سے دنیا میں سب سے بڑے ملک چین نے بھی اسی کو اپنا لیا ہے۔ پھر جن ملکوں میں نظامِ حکومت اشتراکی نہیں ہے۔ وہاں بھی کمیونسٹ پارٹی موجود ہے۔ اور بعض حکومتوں میں وہ مضبوط اپوزیشن کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس کے بالمقابل امریکہ ہے جو اشتراکی اصول کو انسانیت کے لئے زہر ہلاہل تصور کرتا ہے اور اس کی روک تھام کے لئے اربوں روپیہ پانی کی طرح بہا رہا ہے۔ اس میں صدارتی جمہوری نظام قائم ہے۔

انگلستان میں وزارتی جمہوری نظام ہے ان دونوں ملکوں میں سلطنت کے کاروبار کے لئے ایک جماعت منتخب کی جاتی ہے جس کو کانگریس یا پارلیمنٹ کہتے ہیں۔

امریکہ میں ایک صدر منتخب کر لیا جاتا ہے اور انگلستان میں وزیراعظم۔ یہ دونوں اپنی اپنی جگہ پالیسی کے نگران ہوتے ہیں۔ البتہ انگلستان میں ان کے اوپر ایک خاندانی بادشاہ بھی قدیم سے چلا آتا ہے۔ جس کو مہمات امور پر دستخط کرنا ہوتا ہے سکہ اسی کے نام سے چلتا ہے۔

باقی ملکوں میں جہاں جمہوریت ہے وہاں وزارتِ عظمٰی ہی ساری ذمہ داری اٹھائے ہوئے ہوتی ہے۔ البتہ اس کے اوپر ایک صدر ہوتا ہے جو کہیں صرف فرضی، دستخطی اور نکھٹو قسم کا ہوتا ہے۔ اور کہیں وہ بڑا شاطر چلتا پرزا ہوتا ہے۔ جو وزیر اعظم کی بھی نہیں چلنے دیتا۔

ایک اور طرزِ حکومت بھی ایجاد ہو چلا ہے۔ وہ فوجی حکومت ہے جسکے سربراہ کو صدرِ مملکت کہا جاتا ہے۔ جیسے صدر ناصر صدر ایوب، صدر سوکارنو وغیرہ۔ اب اس قسم کی حکومت زیادہ پائدار سمجھی جا رہی ہے ہاں کہیں کہیں پرانی بادشاہت و امارت بھی قائم ہے۔ مگر اس کی وزارت کے لئے عوامی انتخاب بھی ہوا کرتا ہے۔ جیسے ایران۔ اور کہیں اس انتخاب کی بھی ضرورت نہیں سمجھی جاتی جیسے افغانستان۔

نظامِ حکومت کے اس تعدّد و تنوّع کے بعد ملکی دستور۔ پھر دستور کی روشنی میں عام قوانین کا نمبر آتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی مختلف ممالک مختلف طریقِ کار رکھتے ہیں۔

ان تمام طریقوں میں جو طریقِ کار... پروپیگنڈا کے زور سے مقبول بنایا جا رہا ہے۔ وہ اشتراکیت ہے۔ اشتراکی پروپیگنڈا دنیا بھر میں ہو رہا ہے۔ اور اس کی پشت پر اشتراکی دولتِ مشترکہ کی طاقت کار فرما ہے۔!

ہمارا ایمان

ہمارا ایمان ہے۔ کہ ان سب نظاموں سے بہتر اور برتر اسلامی نظامِ حکومت اور قرآنی قانونِ عدل و انصاف ہے۔ جس کو ہر حیثیت سے انسانوں کے بنائے ہوئے موجودہ قوانین پر برتری اور زبردست فوقیت حاصل ہے۔ اسلامی نظامِ حکومت نبوّت کے مبارک زمانہ اور اس کے خلافتِ راشدہ نے دنیا کے سامنے عملاً پیش کیا ہے۔ اور جو مسلسل تیس سال تک بروئے کار رہا۔

اسلامی و قرآنی قانون وہی ہے۔ جو قرآن و حدیث میں صراحتہً مذکور ہے۔ یا آیات و احادیث کے اشاروں سے صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالےٰ نے سمجھ کر واستنباط کرکے مدوّن کیا ہے۔ ان کے مجموعہ کو قرآنی قانون کہا جاتا ہے۔

ہمارا پختہ یقین ہے کہ اسلامی نظامِ حکومت اور قرآنی قانون کو اپنانے اور صلابت کے ساتھ اس پر قائم رہنے سے ہی مسلمانوں کی صلاح و فلاح وابستہ ہے اور یہ نِرا دعوٰے ہی نہیں ہے۔ اس کے لئے مسلمانوں کا دورِ خلافت شاہدِ عدل ہے۔ پھر تقریبًا سو سال کا زمانہ بطورِ دلیل پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس میں تقریبًا اسی طرزِ عمل سے ریگستانِ عرب کے مسلمان اپنے مخالفین کے مقابلہ میں ذرائع و وسائل میں ایک فیصدی ہوتے ہوئے بھی مراکش سے بخارا تک چھا گئے تھے اور مادی دنیا اب تک ان کی مسلسل فتوحات اور خلافِ توقع ارتقاء کا سبب نہیں سمجھ سکی۔!

ہاں مسٹر گبن متعصب عیسائی مؤرّخ نے خلافتِ فاروقی کے حالات اس زمانہ کے مسلمانوں کا کیریکٹر اور اخلاق و عادات دیکھ کر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار ملاحظہ کرکے لکھا ہے۔ کہ اگر یہ امیر اور یہ قوم ہے۔ تو ایک دنیا نہیں اس طرح کی دس دنیائیں بھی ہوں۔ تو ان کو یہ فتح کرکے رہیں گے۔

زمانہ گواہ ہے کہ ایک ہزار سال کی مدّت مدیدہ تک مسلمان دنیا کی سب سے بڑی طاقت تھے۔ کیا انگریزی اقتدار سے پہلے اسلام کا علم تاشقند سے لے کر رنگون تک نہیں لہراتا تھا؟ کیا شمالی افریقہ میں ہمارا طوطی نہیں بول رہا تھا؟ کیا حجاز۔ مصر۔ عراق۔ شام۔ لبنان فلسطین۔ ایشیائے کوچک۔ آرمینیہ۔ کوہ قاف قفقاز اور قسطنطنیہ تمام کے تمام سلطنتِ عثمانیہ کے زیرِ نگیں نہ تھے۔ اور کیا ان زمانوں میں ان کی رہنمائی کے لئے قرآن حدیث اور فقہ اسلامی کے سوا کوئی اور چیز تھی؟

وہ اللہ کے تھے اور (باقی صفحہ ۱۴ پر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عاشورہ کے دن روزہ کا حکم

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَوَجَدَ الْیَہُوْدَ صِیَامًا یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ لَہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا ھٰذَا الْیَوْمُ الَّذِیْ تَصُوْمُوْنَہٗ فَقَالُوْا ھٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ اَنْجَی اللّٰہُ فِیْہِ مُوْسٰی وَقَوْمَہٗ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَہٗ فَصَامَہٗ مُوْسٰی شُکْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے دیکھا آپ نے ان سے پوچھا کیا تم اس دن میں بھی روزہ رکھتے ہو یہ دن کیسا ہے یہودیوں نے کہا یہ بہت بڑا یعنے باعظمت دن ہے اسی روز خدا نے موسیٰ اور اُن کی قوم کو نجات دی۔ اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا۔ پس موسیٰ نے شکر کے طور پر اس دن کا روزہ رکھا اور ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے یہ سن کر فرمایا ہم تم سے زیادہ موسیٰ کے حقدار ہیں۔ پس آپ نے خود بھی روزہ رکھا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری ومسلم)

ایام بیض کے روزے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُفْطِرُ اَیَّامَ الْبِیْضِ فِیْ حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ۔

ترجمہ:۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے کبھی نہ چھوڑتے تھے یعنی نہ حضر میں اور نہ سفر میں (ایام بیض سے مراد تیرہویں چودھویں۔ پندرہویں تاریخیں ہیں (نسائی)

روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے!

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ شَیْءٍ زَکٰوۃٌ وَّزَکٰوۃُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ابن ماجہ)

پیر اور جمعرات کے روزے

وَعَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَصُوْمُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ تَصُوْمُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَقَالَ اِنَّ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ یَغْفِرُ اللّٰہُ فِیْہِمَا لِکُلِّ مُسْلِمٍ اِلَّا ذَا ھَاجِرَیْنِ یَقُوْلُ دَعْھُمَا حَتّٰی یَصْطَلِحَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں پیر اور جمعرات کے دن خداوند تعالیٰ ہر مسلمان کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ مگر ان لوگوں کے گناہ معاف نہیں کرتا جو آپس میں ملاقات ترک کر دیں۔ اور ان کی نسبت فرما دیتا ہے ان کو چھوڑ دو جبتک صلح کر یں۔ (احمد ابن ماجہ)

نفل روزہ کا ثواب

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ بَعَّدَہُ اللّٰہُ مِنْ جَہَنَّمَ کَبُعْدِ غُرَابٍ طَائِرٍ وَّھُوَ فَرْخٌ حَتّٰی مَاتَ ھَرَمًا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرَوَی الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ قَیْسٍ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص خدا کی خوشنودی کے لئے ایک دن کا روزہ رکھے خداوند تعالیٰ اس کو دوزخ سے اس قدر دور کر دیتا ہے جتنا کہ کوا بچپن سے بڑھاپے تک اُڑے۔ (احمد بیہقی)

ایک واقعہ

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اُمِّ سُلَیْمٍ فَاَتَتْہُ بِتَمْرٍ وَّسَمْنٍ فَقَالَ اَعِیْدُوْا سَمْنَکُمْ فِیْ سِقَائِہٖ وَتَمْرَکُمْ فِیْ وِعَائِہٖ فَاِنِّیْ صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ اِلٰی نَاحِیَۃٍ مِّنَ الْبَیْتِ فَصَلّٰی غَیْرَ الْمَکْتُوْبَۃِ فَدَعَا لِاُمِّ سُلَیْمٍ وَاَھْلِ بَیْتِہَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ:۔ انس رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیمؓ کے گھر تشریف لے گئے ام سلیم آپ کی خدمت میں کھجوریں اور گھی لائیں۔ آپؐ نے فرمایا گھی کو مشک میں ڈال دو اور اپنی کھجوروں کو برتن میں اس لئے کہ میں روزہ سے ہوں پھر آپ مکان کے ایک گوشے میں تشریف لے گئے اور نفل نماز پڑھی اور اُمّ سلیمؓ اور اُن کے گھر والوں کے لئے دعا فرمائی۔ (بخاری)

روزہ دار کے لئے ہدایت

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ وَّھُوَ صَائِمٌ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ وَّفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجِبْ فَاِنْ کَانَ صَائِمًا فَلْیُصَلِّ وَاِنْ کَانَ مُفْطِرًا فَلْیَطْعَمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کسی کو کھانے پر بلایا جائے اور وہ روزہ دار ہو تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں جب بلایا جائے تم میں سے کسی کو تو وہ قبول کرے اس کی دعوت کو اور وہ روزہ دار ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے اور روزہ دار نہ ہو تو کھانا کھالے۔ (مسلم)

روزہ دار کا ثواب

وَعَنْ اُمِّ عُمَارَۃَ بِنْتِ کَعْبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(باقی ص۱۸ پر)

خطبۂ یوم الجمعۃ ۷ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی - اما بعد -

لقد کان لکم فی رسول اللہ

اسوۃ حسنۃ

قولہ تعالیٰ:- (لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ..... لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا ۵)
(سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱)

ترجمہ:- البتہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ (تعالیٰ) اور قیامت کی امید رکھتا ہے۔ اور اللہ (تعالیٰ) کو بہت یاد کرتا ہے۔

(احادیث متعلقہ اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

پہلی حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ ورمضان الی رمضان مکفرات ما بینھن اذا اجتنب الکبائر رواہ مسلم۔

ترجمہ:- ابی ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روائت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ پانچ نمازیں اور جمعہ سے لیکر جمعہ تک اور رمضان سے لے کر رمضان تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہوتے والے ہیں۔ جب تک کہ گناہ کبیرہ سے بچنے والا ہو (رواہ مسلم)

دوسری حدیث

عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایتم لو ان نھرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمسا ھل یبقی من درنہ شیء قال فذلک مثل الصلوات الخمس یمحوا اللہ بھن الخطایا متفق علیہ

ترجمہ:- ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آیا خبر دو۔ اگر تمہارے دروازہ پر نہر ہو جس میں آدمی روزانہ پانچ مرتبہ نہائے۔ آیا اس کے بدن پر کوئی میل کا ذرہ باقی رہے گا۔ انہوں نے کہا پس اسی طرح پانچ نمازوں کی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔
(بخاری اور مسلم کی روائت ہے)

تیسری حدیث

عن ابن مسعود قال سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوۃ لوقتھا قلت ثم ای قال بر الوالدین قلت ثم ای قال الجہاد فی سبیل اللہ قال حدثنی بھن ولو استزدتہ لزادنی متفق علیہ۔

ترجمہ:- مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کون سا عملوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پیارہ ہے۔ فرمایا صحیح وقت پر نماز ادا کرنا۔ (عرض کیا) پھر کونسا فرمایا ماں باپ سے نیکی کرنا۔ میں نے کہا۔ پھر کونسا۔ فرمایا۔ اللہ (تعالیٰ) کی راہ میں جہاد کرنا۔ کہا۔ مجھے اتنی باتیں بتلائیں۔ اور اگر میں زیادہ آپ سے سوال کرتا۔ تو مجھے زیادہ فرماتے
(بخاری اور مسلم کی روایت ہے)

چوتھی حدیث

عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العبد و بین الکفر ترک الصلوۃ رواہ مسلم۔

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انسان اور کفر کے درمیان پردہ نماز کا چھوڑنا ہے۔

یعنی

اگر نماز چھوڑ دے۔ تو مسلمان اور کافر ہونے میں پردہ نماز ہی کا تو تھا۔ اگر نماز چھوڑ دے۔ وہ پردہ ہٹ جائے گا۔ اللھم اعذنا منہ۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ پردہ قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

پانچویں حدیث

عن ابی امامۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا خمسکم وصوموا شھرکم وادوا زکوۃ اموالکم واطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنۃ ربکم رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ:- ابی امامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی پانچ نمازیں پڑھو۔ اور اپنے مہینے (رمضان) کے روزے رکھو۔ اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ داخل ہو جاؤ تم اپنے رب کی جنت میں۔ رواہ احمد والترمذی۔

چھٹی حدیث

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مروا اولادکم بالصلوۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع رواہ ابوداؤد۔

ترجمہ:- عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے

روایت کرتے ہیں۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو۔ در آنحالیکہ وہ سات سال کے ہوں۔ اور اگر نماز نہ پڑھیں تو انہیں مارو در آنحالیکہ وہ دس سال کے ہو جائیں۔ اور اپنی اولاد کو بستروں میں جدا جدا کردو۔ ابوداؤد کی یہ روایت ہے۔

ساتویں حدیث

عن بریدۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم العھد الذی بیننا و بینھم الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر رواہ احمد و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ۔

ترجمہ:۔ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ وہ عہد جو ہمارے اور منافقوں کے درمیان ہے۔ نماز ہے۔ پس جس شخص نے نماز چھوڑ دی۔ پس تحقیق وہ کافر ہوگیا۔ (امام احمد، ترمذی۔ اور نسائی اور ابن ماجہ میں یہ روایت ہے۔

آٹھویں حدیث

عن ابی ذر ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم خرج زمن الشتاء والورق یتھافت فاخذ بغصنین من شجرۃ قال فجعل ذلک الورق یتھافت قال فقال یا ابا ذر قلت لبیک یا رسول اللہ قال ان العبد المسلم لیصلی الصلوۃ یرید بھا وجھہ اللہ فتھافت عنہ ذنوبہ کما تھافت ھذا الورق عن ھذہ الشجرۃ رواہ احمد۔

ترجمہ:۔ ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردی کی موسم میں باہر نکلے۔ حالانکہ اس وقت درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی ٹہنیاں پکڑیں۔ پس شروع ہوئے وہ پتے گرنے راوی نے کہا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے ابی ذر۔ میں نے کہا۔ لبیک یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا تحقیق بندہ مسلمان البتہ نماز پڑھتا ہے۔ ارادہ کرتا ہے۔ اس نماز پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا۔ پس اس سے اس کے گناہ گرتے ہیں۔ جیسے اس درخت سے یہ پتے جھڑ رہے ہیں۔ امام احمد نے اسے روایت کیا۔

بڑے ہی خوش نصیب

ہیں وہ نمازی۔ جو روزانہ نماز سے اپنے گناہ معاف کرواتے رہتے ہیں۔

اور بڑے ہی بدنصیب

ہیں۔ وہ مسلمان۔ جو اسلام قبول کرکے بھی نماز نہیں پڑھتے۔ اور گناہوں کا بوجھ ان پر روزانہ چڑھتا ہے۔

اللھم لا تجعلنا منھم

نویں حدیث

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر الصلوۃ یوما فقال من حافظ علیھا کانت لہ نورا و برھانا و نجاۃ یوم القیمۃ و من لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نورا ولا برھانا ولا نجاۃ و کان یوم القیمۃ مع قارون و فرعون وھامان و اُبی بن خلف رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر کیا۔ پس فرمایا۔ کہ جو شخص محافظت کرتا ہے۔ نماز پر۔ تو یہ نماز اس کے لئے نور کا سبب ہوگی۔ کمال ایمان کی دلیل ہوگی۔ اور قیامت کی بخشش کا ذریعہ۔ اور جو نماز کی محافظت نہ کرے۔ اس کے لئے نہ تو نور کا سبب ہوگی۔ نہ کمال ایمان کا۔ اور نہ ذریعہ بخشش۔ اور وہ قیامت کے دن قارون۔ فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ یعنی اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ دارمی۔ بیہقی نے یہ روایت کی ہے۔

دسویں حدیث

عن عبد اللہ بن شفیق قال کان اصحاب رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لا یرون شیئا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوۃ رواہ الترمذی

ترجمہ:۔ عبداللہ بن شفیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں خیال کرتے تھے۔ مگر نماز کو کہ اس کا ترک ان کے نزدیک موجب کفر تھا) ترمذی)

گیارہویں حدیث

عن ابی الدرداء قال اوصانی خلیلی ان لا تشرک باللہ شیئا و ان قطعت و حرقت ولا تترک الصلوۃ مکتوبۃ متعمدا فمن ترکھا متعمدا فقد برئت منہ الذمۃ ولا تشرب الخمر فانھا مفتاح کل شر رواہ ابن ماجۃ:

ترجمہ:۔ ابی الدرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے۔ مجھ کو میرے دوست نے وصیت فرمائی ہے۔ کہ تو کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک قرار نہ دے۔ اگرچہ تیرے جسم کے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اور تجھ کو آگ میں جلا دیا جائے۔ اور یہ کہ فرض نماز کو جان کر نہ چھوڑ۔ اس لئے کہ جس نے فرض نماز کو دانستہ ترک کیا۔ اس سے اسلام بری الذمہ ہے اور یہ کہ تو شراب نہ پی۔ اس لئے کہ وہ تمام برائیوں کی کنجی ہے۔ (ابن ماجہ)

بے دینوں کے لئے تازیانہ

کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہ سمجھیں۔ ورنہ مرنے کے بعد اور قیامت کے دن انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ ہم دوسروں کو حاجت روا سمجھتے رہے۔ یہ ہماری غلطی تھی۔ اور تارکین نماز کو بھی قیامت کے دن پتہ لگ جائیگا کہ ترک نماز کتنا بڑا جرم عظیم تھا۔ جس کے ہم مرتکب رہے۔ اور مسلمان شراب خوروں کو قیامت کے دن پتہ لگ جائے گا۔ کہ یہ چیز کتنی مہلک ثابت ہوئی۔

وما علینا الا البلاغ

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۶ر شوال المکرم سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۳ر مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

اچھی اور بری صحبت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد:-

۲۲ر مارچ بدھ کو صبح ۹ بجے حضرت شیخ التفسیر مدظلہم بذریعہ طیارہ راولپنڈی تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ حضرو اور نوشہرہ ہوتے ہوئے جمعہ کی شب کو ۸ بجے طیارہ سے لاہور پہنچے اس وجہ سے خود حضرت اقدس مجلس ذکر میں تشریف نہ لا سکے حضرت کی عدم موجودگی میں حلقۂ ذکر کے بعد حضرت اقدس کی ایک پرانی تقریر احقر نے پڑھ کر سنائی جو شریک اشاعت کی جا رہی ہے۔

عرض یہ ہے کہ ذکر جمعرات کو ایک ہی دفعہ ہوتا ہے احباب دور دور سے تشریف لاتے ہیں۔ میرے ذمے اللہ تعالےٰ نے ان کی تربیت کا فرض عائد کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں میں جو کچھ اُن کی تربیت کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اس کو میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میرا کام ہے۔ آپ کی رہنمائی کرنا اور آپ کے ذمے ہے۔ کہ جو میں عرض کروں اُس کو غور سے سننا دل پر لکھ کر لے جانا۔ اور عمل کرنا۔ انشا اللہ نجات ہو جائے گی۔

صحبت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک اچھی اور دوسری بری اچھی صحبت اچھے نتائج پیدا کرتی ہے۔ اس سے اخلاق سنور جاتے ہیں۔ اور مستقبل درست ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ سب کو ایسی صحبت نصیب کرے۔ جس سے یہ نتائج پیدا ہوں۔ بری صحبت میں عاقبت برباد ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال میں اچھی اور بری صحبت کے نتائج کو واضح فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اچھی صحبت کی مثال ایسی ہے جیسے عطر فروش کی دکان ہو جو شخص اس دکان میں جائے گا۔ تو وہ اگر عطر نہ بھی خریدے گا۔ تو کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور سونگھے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بری صحبت کو لوہار کی بھٹی سے تشبیہ دی ہے۔ ایسی دکان میں جانے والا اگر کچھ لے گا نہیں۔ تو کپڑے ضرور جلا کر آئے گا۔

خواجہ معین الدین چشتی رح فرماتے ہیں۔ صحبت نیکاں؟ نیکی وصحبت بداں بدا ز بدی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں نیکوں کی صحبت میں پہنچائے اولیاء کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہوتے ہیں۔ اُن کی دو قسمیں (۱) علمائے کرام (۲) صوفیائے عظام علمائے کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم کتاب کا فرض ادا کرتے ہیں۔ وہ بھی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہیں۔ صوفیائے عظام تزکیہ کا فرض ادا کرتے ہیں وہ قرآن کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ خِیَارُ عِبَادَ اللّٰہِ اِذَا رُاُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ خدا کے نیک بندے وہ ہیں۔ کہ جب انہیں دیکھا جائے۔ تو خدا یاد آئے۔ اس قسم کے اللہ کے بندوں کے کمالات کا عکس پڑتا ہے۔ اُن کی صحبت میں جانے سے دل چاہتا ہے۔ کہ اللہ اللہ کریں۔ دل دنیا سے برگشتہ ہو جاتا ہے۔ اس چیز کو ساڑھے تیرہ سو سال پیچھے جائیے۔ اور اندازہ کیجئے۔ کہ حضورؐ کی صحبت بابرکت میں کتنا اثر پڑتا ہوگا آپ کی صحبت میں سب کچھ وہبی طور پر حاصل ہو جاتا تھا۔ اب سب کچھ کسبًا حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے نیکوں کی صحبت بے حد ضروری ہے۔ بدوں کی صحبت میں جا کر اور کچھ نہیں تو بری باتیں ہی سنے گا۔

نیکی اور بدی کی سمجھ بھی سیکھے بغیر نہیں آتی۔ ہمارے ہاں عام طور پر نیک کی تعریف یہ ہے۔ کہ لٹیں بڑی ہوئی ہوں اور گیروی رنگ کے کپڑے زیب تن ہوں۔ ایسے شخص کو نیک کہا جاتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ سراپا شیطان ہو۔ میاں محمد عیسٰی صاحب ساکن میاں علی جو اس مجلس میں موجود ہیں۔ وہ تبلیغ کے سلسلے میں ایک گاؤں گئے۔ جس شخص کے گھر میں مہمان تھے اُس کے ہمسایوں میں ایک پیر آیا ہوا تھا۔ اُس ہمسائی نے ان کو بتلایا کہ میرا پیر اناج نہیں کھاتا۔ صبح سے دو مرغ پکوا کر کھا چکا ہے۔ زبردستی حلوا بھی پکوا کر کھا چکا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ بارہ روپے نذرانہ دو گی۔ تو جاؤں گا۔ میں ایک دفعہ سندھ گیا۔ تو ایک دوست نے وہاں کے پیر کا قصہ سنایا۔ پیر صاحب کے مریدوں میں عام طور پر یہ مشہور تھا۔ کہ ہمارے پیر صاحب کی کرامت یہ ہے۔ کہ پاخانہ نہیں کرتے۔ اُس شخص کا بیان ہے۔ کہ میں نے پیر صاحب کو رات کو پلاؤ کھلایا۔ اور سوتے وقت خوب کڑھا ہوا دودھ پلا دیا۔ اور ان کو ایک کمرے میں سُلا کر دروازہ مقفل کر دیا اسے جب حاجت ہوئی۔ تو بہت کوشش کی مگر باہر نہ نکل سکا۔ اینٹیں بھی اُکھاڑنے کی کوشش کی آخر کار باورچی خانے میں جا کر پاخانہ کر دیا۔ میں نے سب کو بلا کر ان کے مریدوں کے غلط پراپے گنڈے کا راز فاش کر دیا۔

نیکی کے لئے سب سے پہلی شرط اتباع شریعت ہے جو متبع شریعت نہیں۔ اسے ہم نیک نہیں کہہ سکتے۔ اور وہ شخص کم از کم مسلمانوں کا مذہبی مقتدا نہیں ہو سکتا۔

اتباع شریعت کا مطلب یہ ہے۔ کہ ارکان خمسہ اسلام کا پابند ہو۔ یعنی کم از کم نماز روزہ وغیرہ کا پابند ہو۔ اور محرمات سے اجتناب کرتا ہو۔ مثلاً سود نہ لیتا ہو۔ شراب نہ پیتا ہو۔ یہ اتباع شریعت کی بسم اللہ ہے۔ اس کے اوپر اور مدارج بھی ہیں۔ جن کی صحبت میں رہنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ اُن کا ذکر قرآن پاک میں آتا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۸)

سیف اللہ

حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمان رحمۃ اللہ علیہ

اسلام کے ان برگزیدہ نام آور فرزندوں میں جن کی ذات پر مسلمان جتنا فخر کریں کم ہے۔ اور جن کی بے لوث بے داغ زندگی اور جوہر ذاتی کو دنیا کی تمام اقوام اسی طرح تسلیم کئے ہوئے ہیں۔ جس طرح مسلمان (بلکہ یہ کہدینا بھی ممکن ہے کہ خود مسلمانوں میں اس قدر شہرت ان کے اوصاف و کمالات کی نہیں ہے جس قدر غیر اقوام میں) خالد بن ولیدؓ بھی ہیں۔ خالد بن ولیدؓ نہ سابقین اولین میں ہیں اور نہ عشرہ مبشرہ میں ہیں۔ نہ خلفائے راشدین کے درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اور نہ ان برگزیدہ اصحابؓ میں کہ جنہوں نے ابتداء سن شعور سے آخری دم تک اسلام پر جان فدا کر دی جن کی زندگی کا سب سے بڑا سب سے زیادہ اہم اور ارفع مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گذاری۔ جان و مال کو آپ پر فدا کرنا دین الٰہی کی تبلیغ و توسیع میں آپؐ کے ساتھ مل کر ہر قسم کی مصیبتوں اور دشواریوں سے مقابلہ کرنا تھا۔

برخلاف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ایک عرصہ تک اسلام و مسلمانوں کی مخالفت میں تلے رہے۔ اپنی اخلاقی و دماغی قوت شجاعت و مردانگی فنون سپہ گری سب کے سب مسلمانوں کو مٹا دینے میں صرف کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدر و معززین کو برباد کرنے میں معین ہوئے۔ کتب سیر و تواریخ کے مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں ہے۔ کہ کتنے ہی کئی مشہور معرکوں میں مسلمانوں کو ان کے ہاتھ سے سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ لیکن یہ وہی خالدؓ ہیں کہ جب حلقہ بگوش ارادت اسلام ہو گئے انوار اسلام کی شعاعوں نے جہل و کفر کی ظلمت کو آپ کے دل سے دور کر کے اسلام کی حقانیت کو جلوہ گر کر دیا۔ اور خود بخود دردولت پر حاضر ہو گئے اپنے سابقہ افعال و حرکات سے نادم ہو کر صدق دل سے توبہ کر لی۔ تو کچھ زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا۔ کہ بارگاہ رسالت پناہ سے سیف من سیوف اللہ کا قابل فخر و مباہات خطاب مل گیا انہوں نے اپنی ذات کو مسلمانوں کے لئے سپر بنا کر اسلام کو عرب سے عراق و شام تک پھیلا دیا۔ نامور ناموروں اور مشہور و معروف سپہ سالاروں کو خاک و خون میں لٹا دیا۔ اور اس درجہ پر پہنچ گئے کہ اگر کسی غیر مسلم شخص سے مسلمانوں کے ناموروں کو دریافت کیا جائے تو غالباً وہ سب سے پہلے خالد بن الولیدؓ کا نام لے۔

حضرت خالد بن الولیدؓ کے حالات میں جسقدر انقلابات اور جتنے تغیرات ہوئے ہیں۔ کم کسی فرد کی ذات میں ہوئے ہوں گے۔ کبھی وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں داد شجاعت دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور کبھی اسلام کی حمایت میں سر بکف میدان کارزار میں دکھلائی دیتے۔ اور اسلام و مسلمانوں کو سخت خطرناک مواقع سے صحیح و سالم نکال لاتے ہیں۔ اور اپنی جبلی فراست و دانائی کی بدولت سرداری کا علم اٹھا کر نفس عصام سودت عصاما (عصام کے نفس نے خود عصام کو سردار بنا دیا) کا ثبوت دیتے۔ اور سیف اللہ کا خطاب پاتے ہیں۔ اور کبھی سپہ سالار اعظم کے لباس میں نمودار ہو کر ممالک فارس و روم کو الٹ پلٹ کرتے اور اسلامی دائرہ کو وسیع کرتے نظر آتے ہیں۔ اور کبھی وہی شخص جو حل و عقد کا مالک ہے جس کے ایک اشارہ پر عساکر اسلامیہ حرکت اور ایک آواز پر جدھر وہ لیجائے بلا تامل جانے کو تیار ہیں۔

خلیفۂ وقت کے حکم پر معزول ہو کر جرنیل اعظم کے درجہ سے نیچے اتار کر معمولی سپاہی کے درجہ پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کی اطاعت و انتہا درجہ جد و جہد مردانہ وار اور جاں نثاری میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا۔ یہ وہ حالات ہیں جن سے ہمارے عنوان پر ایک نہیں بہت سے دلائل قائم ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے تمام حالات دکھلا کر آخر میں دکھلائیں گے کہ اسلامی تعلیمات کو قلب خیالات و انقلاب میں کتنی کچھ تاثیر تھی۔ اور اسلام افراد عالم کو آیا۔ بجبر و اکراہ اپنی طرف کھینچتا تھا۔ یا اس کے جذبات و اثرات صادقہ تھے۔ جس کا ذوق حاصل ہوتے ہی آدمی سب خیالات سے بالاتر واقع ہو کر اسلام کا شیدائی بن جاتا تھا۔ نہ اس کے اندر خود بینی باقی رہتی تھی۔ نہ خود داری نہ وہ ستائش کا خواہاں رہتا تھا نہ جاہ و عزت کا جویاں نہ ملک داری اس کو مطلوب رہتی تھی۔ نہ جہانبانی کا ذوق اس کے دل میں باقی رہتا تھا۔ اس کے قلب میں سوائے اسلام اور اس کے کمالات کے کسی چیز کی گنجائش ہی نہ رہتی تھی۔ ہمیں توقع ہے کہ ناظرین حضرات خالدؓ کے حالات کو تاریخی حیثیت سے نہ دیکھیں گے بلکہ اس نظر سے دیکھیں گے کہ اسلام کی تعلیم میں کیا مقناطیسی اثر تھا وہ کس طرح انسان کے تمام قوی ذہنی اور دماغی اعضاء و جوارح کو اپنا تابع بنا لیتے تھے حضرت خالدؓ کے حالات اسلامی تعلیمات اور اس کے پاک اثر کے مکمل نمونہ ہیں۔ اور اسی بنا پر ہم آپ کے حالات کو چار حصوں پر منقسم کرتے ہیں حصہ اول زمانہ جاہلیت حصہ دوم زمانہ اسلام تا وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حصہ سوم زمانہ امارت و ولایت عساکر اسلامیہ حصہ چہارم معزولی اور برطرفی ولایت کا زمانہ۔

بقیہ: مجلس ذکر

واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم الاية

یہ وہ لوگ ہیں جو صبح و شام اللہ کی یاد میں شاغل رہتے ہیں۔ اور ان کی زندگی کا مقصد فقط رضائے الٰہی ہے۔

انسان دو قسم کے ہیں۔ بعض کو رضائے الٰہی مقصود ہوتی ہے۔ اس قسم کے حضرات فرماتے ہیں کہ عامۃ الناس کی مجلس میں بیٹھنے سے تنہا بیٹھنا بہتر ہے۔ اور تنہا بیٹھنے سے اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنا بہتر ہے۔ دہلی کے ایک مجذوب کا واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ ان کی طبیعت پر قبض طاری ہو گئی۔ دیوبند چلے گئے۔ اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ کر ان کے پاؤں دبانے لگے۔ زبان سے کچھ نہیں بولے۔ صرف پاؤں دبانے سے قبض رفع ہو گئی۔ اور ہنستے ہنستے واپس آ گئے۔ اپنے اندر فطرت کا نور سلامت ہو۔ تو کامل کی صحبت میں بیٹھنے سے ادھر سے کرنٹ آتی ہے۔ موجودہ زمانے میں اس قسم کے حضرات میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ تھے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو بری صحبت سے بچنے اور اچھی صحبت سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

کفائیت شعاری اور مراسمِ قبیحہ

حضرات! دین و مذہب کی طرف سے بے التفاتی و اعراض نے مسلمانوں کو اس خیال پر قائم کر دیا ہے کہ مذہبیات سے صرف توحید و رسالت کا اقرار اور روزہ نماز اور حج و زکوٰۃ کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور جو بڑا نمازی ہے وہ بڑا دیندار ہے حالاں کہ دنیا میں تنہا ایک اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جس میں ہر وہ عمل جو خدا کے اوامر کے ماتحت اس کی خوشنودی کے لئے کیا جائے وہ عبادات کا درجہ اختیار کر لیتا ہے۔

کوئی بھی ایسا شعبۂ حیات نہیں جس میں اسلام نے خدا کے بندوں کی رہنمائی نہ کی ہو۔ اور کوئی بھی ایسا حکم نہیں جس کی تعمیل ثواب کا باعث نہ ہو۔ جس کی خلاف ورزی عذاب خداوندی پر منتج نہ ہو۔

اسلام میں دین و دنیا کی کوئی تفریق نہیں۔ اس میں ہر وہ دنیوی کام بھی جو حکمِ الٰہی کی مطابقت میں کیا جائے دینی کام بن جاتا ہے۔ دولت و ثروت اور حیات اقتصادی پر جس پہلو سے بھی نظر ڈالی جائے وہ ایک دنیوی چیز نظر آئیگی لیکن خدا و رسول نے اس کے متعلق بھی کچھ ایسے انداز سے روشنی ڈالی ہے۔ کہ یہ چیز بھی ایک دینی چیز بن گئی ہے۔

اسلام ایک کامل مذہب ہے۔ خدا اور اس کا رسول ؐ دونوں سمجھتے تھے کہ دنیا کا کوئی کام بھی روپے کے بغیر نہیں چل سکتا۔ اور اس میں جتنی رونق ہے۔ وہ سب روپے کی رونق ہے۔ اس لئے انہوں نے تمام ادیان کے بر خلاف اپنے پیرؤوں کے لئے اس خصوص میں بھی پوری رہنمائی کی اور کسی شعبۂ حیات میں مسلمانوں کو دوسروں کا دستِ نگر نہ رہنے دیا۔

آج مغرب کا کوئی بڑے سے بڑا ماہر اقتصادیات و مالیات بھی روپے کی اہمیت، جہد للبقا اور اس کے پیدا اور خرچ کرنے کے طریقے اس سے بہتر انداز میں نہیں بتا سکتا۔ جیسا کہ اسلام نے بتائے ہیں۔

مسلمان جو آج عسرت و افلاس کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے کتاب و سنّت کو چھوڑ دیا۔

ہم دعوائے سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر مسلمان ان کے پابند ہوتے تو وہ کبھی تکلیف نہ اٹھاتے۔ دنیا میں کوئی انسان نہیں جو اسلامی احکام پر کاربند ہو کر غریب و پریشان رہ سکے۔ اور غریب رہنا کیسا ان کی پابندی انہیں انتہائی ترقی پر پہنچا سکتی ہے۔

اسلام سے پیشتر جتنے مذاہب پیدا ہوئے۔ کم و بیش سب نے دولت و ثروت کی تنقیص و مذمت کی اور اسے روحانی ترقی کی روک بتایا۔ لیکن اسلام کی یہ حالت ہے کہ اس نے مال کو وہی اہمیت دی جس کا وہ مستحق تھا۔

قرآنِ کریم میں خدائے قدوس نے مال کو ۲۸ جگہ فضل ۲۱ جگہ خیر اور ۱۲ جگہ حسنہ و رحمۃ کے الفاظ سے موسوم کیا ہے۔ ایک جگہ اسے انسان کی تقویم حیات کا باعث بتایا اور ایک جگہ اسے زندگی کی زینت و آرائش بتایا۔

اس طرح مسلمانوں کے قلب میں پہلے اس کی اہمیت و سودمندی قائم کی ظاہر ہے کہ جب تک کسی چیز کی اہمیت ہی بہترین طریق پر واضح نہ کی جائے گی۔ اس وقت تک اس کے حصول کا شوق ہرگز پیدا نہ ہوگا۔ سب سے پہلے تو یہ بتایا گیا کہ مال و دولت فضول چیز نہیں نفرت و کراہت کے قابل نہیں۔ دین سے روکنے والی نہیں۔ بلکہ یہ بھی خدا کی نعمت ہے، برکت ہے، فضل ہے۔

اس کے بعد یہ واضح کیا۔ کہ اسے حاصل کیونکر کیا جاسکتا ہے۔ اور نہ صرف اس کے حصول کے طریقے بتائے بلکہ ان پر زور دیا۔ کہ مسلمان کاہلی اور غفلت سے کام نہ لیں۔ بلکہ اس کے حصول کی سعی میں بیش از بیش سعی و جہد سے کام لیں۔

ارشاد ہوتا ہے:۔

فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ۔

(جب نماز سے فارغ ہو جاؤ۔ تو منتشر ہو کر اپنے اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ، رزق تلاش کرو اور تجارت میں منہمک ہو جاؤ۔)

یہ صیغہ امر کا ہے گویا مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ دولت ضرور پیدا کریں۔ جو اصلاً خدائے قدوس کا فضل ہے۔

وجعلنا لکم فیہا معایش قلیلا ما تشکرون۔

(مسلمانو! ہم نے تمہاری زندگی اور راحت زندگی کے لئے زمین میں تمام سامان بہم پہنچا دیئے ہیں۔ تم ان کے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ لیکن تمہاری یہ حالت ہے کہ ہمارے ان احسانات کے باوجود بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

پھر ظاہر کیا کہ ہم نے دن بنایا ہی اس لئے ہے کہ تم محنت و کام کر کے روپیہ کماؤ۔

وجعلنا النہار معاشا

حکماً کہا جا رہا ہے کہ اللہ نے دنیا میں جو حصہ مقرّر کیا ہے۔ اس کی طرف سے غافل نہ رہو۔ اور دنیا میں تمہارا جو حصّہ ہے اسے فراموش نہ کرو۔ حضور نبی کریم ؐ بھی برابر فرماتے رہتے تھے کہ کسب معیشت فرض ہے۔ اور اپنی روزی کے لئے جدوجہد کرنا جہاد و عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ ایک موقعہ پر تو افضل الجہاد بتایا۔ مزید ترغیب و تشویق کے لئے یہی فرمایا کہ جس کام کے لئے جتنی کوشش کی جائے اتنا ہی ملنا ہے۔

یہاں تک تھی روپیہ کی اہمیت اور اس کے پیدا کرنے کی تدابیر و تشویق کا معاملہ۔ اس کے بعد یہ بھی واضح کرنے کی ضرورت تھی کہ روپیہ دنیوی امور کی کشائی کے لئے مفید تو ہے ہی آخرت میں اس سے کیا ثواب مترتب ہوں گے۔

چنانچہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا کو حلال

جائز طریق پر پرہیزگاری کے ساتھ اپنے اہل و عیال کی پرورش اور ہمسایوں کی امداد اور ان کے ساتھ سلوک کے لئے حاصل کرتا ہے اور اسی مقصد و نیت سے روپیہ پیدا کرتا اور کماتا ہے۔ وہ آخرت میں اللہ تعالے سے اس حالت میں ملے گا۔ کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہو گا۔

تجارت بڑا شریفانہ اور منفعت انگیز کام ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے کہ امانتدار سچا اور نیک نیت تاجر قیامت کے روز صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھے گا۔ یعنی روپیہ اگر ایمانداری کے ساتھ پیدا کیا جائے گا تو اس کا بیحد ثواب ہو گا۔

حضرات! روپیہ بہت اہم اور بہت ضروری چیز ہے۔ زینتِ حیات ہے۔ اگر یہ نہیں تو زندگی اجڑی ہوئی بے رونق ہے۔ دینِ فطرت کبھی اس کی اہمیت سے منکر نہ ہو سکتا تھا اور نہ ہوا۔ لیکن کمانے سے زیادہ اس کا خرچ کرنا مشکل ہے۔ پیدا کرنے کے لئے اتنی عقل کی ضرورت نہیں۔ جتنی عقل کی ضرورت خرچ کرنے کے لئے ہے۔ اس کے لئے وہ گر بتائے کہ اگر مسلمان اس پر کاربند رہیں تو دنیا میں کبھی پریشان نہ رہیں۔ انسان کے پاس اگر پیسہ نہ ہو عسرت سے بسر ہوتی ہو تو وہ کبھی مطمئن نہیں رہ سکتا۔ زندگی میں اطمینان کیلئے روپیہ کا ہونا ضروری ہے۔

اس لئے قرآن نے دو گر بتائے کہ اسراف و تبذیر سے احتراز برتا جائے۔ اور نہ صرف اصول بتائے۔ بلکہ حکم دیا کہ اس سے قطعاً اجتناب کیا جائے۔

خدا فرماتا ہے:۔

کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین۔

(تمہیں اس سے کوئی نہیں روکتا۔ کہ تم کھانے پینے میں کمی کرو۔ جو چاہو کھاؤ اور جو دل چاہے پیؤ۔ لیکن ضرورت و حیثیت سے زیادہ خرچ نہ کرو کہ یہ اسراف ہے اور خدا کو پسند نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگر تمہاری حیثیت چار آنہ گز کا کپڑا پہننے کی ہے۔ اور چار جوڑوں میں گزر ہو سکتی ہے تو پانچ آنے گز کا کپڑا نہ پہنو۔ اور پانچ جوڑے نہ بناؤ۔

دوسری جگہ حکم ہے:۔

ولا تبذر ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔

(بیجا اور بے محل خرچ نہ کرو۔ کہ جو ایسا کرتے ہیں۔ وہ شیطان کے بھائی ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ نہ تو بخل سے کام لو کہ نہ خود کھاؤ اور نہ دوسروں کو کھلا سکو۔ نہ اپنی دولت سے خود فائدہ اٹھا سکو اور نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکو۔ اور نہ اتنا خرچ کرو کہ تمہارے پاس کچھ رہے ہی نہیں۔ تو افسردہ اور ملول ہو کر بیٹھ جاؤ۔

کیا آج اسراف و تبذیر کی بدولت مسلمانوں کی یہی حالت نہیں کہ وہ ہر جگہ افسردہ اور پریشان رہتے ہیں اور بڑے بڑے شیر روباہ بن کر رہ گئے ہیں۔ یہ وہ تعلیم ہے۔ جس کی نظیر دنیا آج تک پیش نہ کر سکی۔ لیکن مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ وہ بالکل بھول گئے۔ ان میں تصور بھی پیدا نہ ہوا۔ کہ اسراف و تبذیر اور کفایت شعاری کے متعلق بھی قرآن کریم میں اسی طرح اور اسی انداز میں حکم دیئے گئے ہیں۔ جس میں کہ نماز روزے اور زکوٰۃ کے لئے حکم دیئے گئے ہیں۔

مسلمانوں کی پوری قوم کی قوم فضول خرچی اور اسراف و تبذیر میں مبتلا ہے۔ حالانکہ ہمارے آقا و مولا حضور نبی کریمؐ کی یہ حالت تھی کہ اگر کوئی حیثیت سے بڑھ کر خیرات بھی کرنا چاہتا تھا۔ تو اسے سختی سے روک دیتے تھے۔

ایک شخص کو کسی جہاد میں کبوتر کے انڈے کے برابر سونا مل گیا۔ عیالدار آدمی تھا۔ وہ اسے لے کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ میں اسے اللہ کی راہ میں خیرات کرنا چاہتا ہوں۔ حضورؐ نے منہ پھیر لیا۔ پھر عرض کی پھر منہ پھیر لیا۔ تیسری مرتبہ جو عرض کی تو حضورؐ نے اس کے ہاتھ سے وہ سونا چھین کر اس زور سے اس کی طرف مارا کہ وہ اگر اس کے لگ جاتا۔ تو اس کا منہ ٹوٹ کر رہ جاتا۔ اور فرمایا کہ تم لوگ بھی عجیب ہو کہ جب تمہیں خدا تعالے کچھ عطا کرتا ہے۔ تو اسے ضائع کر دیتے ہو۔ اور جب نہیں رہتا تو پریشان ہو کر بیٹھ جاتے ہو۔

آج کوئی محتاج سے محتاج بھی کسی بڑے سے بڑے عالم کے پاس اسی صورت سے آئے تو وہ کبھی انکار نہ کرے گا۔ بلکہ بہت خوش ہو کر اسے لے لیگا۔ اور اس کی الٹی تعریف کریگا لیکن حضور نبی کریمؐ کا جو عمل تھا۔ وہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ اور آج اسی عمل سے بے پروائی اور غفلت کی وجہ سے مسلمان ہر جگہ پریشان اور محتاج بنے ہوئے ہیں۔

ان کے سامنے خیرات و صدقات کی اس زمانہ کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جبکہ مسلمان دنیا میں فرمانروایانہ منصب رکھتے تھے بے حساب روپیہ آتا تھا اور بے حساب خرچ کرتے تھے۔ دوسرے خود حضور نبی کریمؐ اولیائے کرام کی خیرات و مبرات کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ حالانکہ ان کی راہ راہِ طریقت نہیں راہ حقیقت تھی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حلال و جائز کے ذریعہ سے روپیہ پیدا کر کے جمع نہ کرے۔ جس سے وہ اپنی آبرو قائم رکھ سکے، اپنے فرائض ادا کر سکے۔ اس میں کوئی خوبی نہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں کی نظر اس پر نہیں جاتی۔

ہم تو عرض کر چکے ہیں کہ اگر مسلمانوں کی نظر کتاب و سنت پر رہتی تو وہ کبھی پریشان اور محتاج نہ رہتے۔

فضول خرچی اور روپیہ کی اضاعت کی صورتیں زیادہ تر نمود و نمائش، مقدمات اور رسم و رواج ہیں۔ انہیں سے خدا نے روکا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے:۔

یاایہا الذین امنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کالذین ینفق ماله رئاء الناس ولا یؤمنون باللہ والیوم الاخر فمثله کمثل صفوان علیه تراب فاصابه وابل فترکه صلدا لا یقدرون علی شیئ مما کسبوا۔

(اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دلوں کو ایذا پہنچا کر ضائع نہ کرو، ان لوگوں کی طرح جو نمود و نمائش کے لئے اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ اور خدا اور آخرت پر ایمان

نہیں لاتے ان کے خرچ اور صرف کی مثال اس چٹان کی طرح ہے جس پر مٹی پڑ گئی ہو، زور کا ایک چھینٹا پڑا اور سب صاف ہو گئی۔ اور جو کچھ حاصل کیا تھا۔ وہ بھی ہاتھ نہ لگا۔

ایک اور آیت میں ہے کہ جو لوگ نمود و نمائش کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ ان پر ہم ایک شیطان مامور کر دیتے ہیں۔ جو ہمیشہ انہیں بُری راہ دکھاتا ہے اور بُرے مشورے دیتا رہتا ہے۔

انسان اور فضول خرچ انسان کی اکثر رقوم نمود و نمائش ہی پر صرف ہوتی ہیں۔ روزمرّہ کا مشاہدہ ہے کہ جس کام میں ناموری ہوتی ہے۔ اس پر بے دریغ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر کی "واہ واہ" کے لئے گھر پھونک تماشہ دیکھ لیا جاتا ہے۔ یہ روپیہ بالکل اکارت جاتا ہے۔ نہ ثواب ملتا ہے۔ اور نہ ناموری ہوتی ہے۔ اور محنت کا کمایا ہوا روپیہ مفت میں ضائع ہو جاتا ہے۔

آج کل تو لوگ ضیافتیں بھی محض اسی لئے کرتے ہیں کہ ناموری ہو۔ ناموری تو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتی۔ البتہ اپنا روپیہ ضرور برباد ہوتا ہے اور خدا کی خفگی کا خمیازہ علیحدہ بھگتنا پڑتا ہے۔

اگر مسلمان عہد کر لیں کہ وہ نام و نمود کے لئے کبھی کچھ خرچ نہ کریں گے تو وہ بڑی رقوم پس انداز کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ رسم و رواج میں بکثرت روپیہ بیویوں اور اولاد کی خوشنودی اور دلداری کے لئے خرچ کیا جاتا ہے اور یہ رسوم تمام تر نمود و نمائش اور تقلید اغیار ہی پر مشتمل ہوتی ہیں۔ مہد سے لے کر لحد تک آج مسلمانوں کو سینکڑوں رسموں اور رواجوں کی ہفتخوان طے کرنی پڑتی ہیں۔ پیدائش۔ چھٹی۔ چلہ۔ ختنہ کن چھیدن۔ مکتب۔ خدائی رات۔ منگنی برات بری۔ ماجھا ساچق۔ نیجہ۔ دسواں بیسواں۔ چالیسواں۔ چھ ماہی اور برسی نذر نیاز۔ زندگی بھر ایک مسلمان کو ان سے چھٹکارا نصیب نہ ہوتا۔

اور محنت کی کمائی انہی رسموں اور رواجوں کی نذر ہو جاتی ہے۔ اوّل تو آج کل چار پیسے پس انداز ہونا ہی مشکل ہیں۔ ہوئے بھی تو ان پر رسموں کی چکی اس شدّت کے ساتھ چلتی رہتی ہے کہ پیسہ کا رُکنا اور اطمینان کے ساتھ بیٹھنا ہی دوبھر ہو جاتا ہے۔ مرد ان سے بچنا بھی چاہتے ہیں تو گھر کی عورتیں بضد ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے خدا نے فرمایا ہے:-

ان من ازواجکم و اولادکم عدو لکم و احذروھم۔

(مسلمانو! تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہوتی ہیں۔ ان سے بچتے رہو۔)

اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ زہر دے دیں گی۔ چھری پیٹ میں بھونک دیں گی۔ دشمنی یہی ہے کہ وہ مردوں کو اپنی کمائی ناجائز رسوم پر اڑانے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ اور ان کے اصرار سے مجبور ہو کر انسان وہ سب کچھ کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ جو اسے نہیں کرنا چاہیئے

مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی ازواج و اولاد ان سے نفیاً و اثباتاً جو کچھ کہیں اسے قرآن کی روشنی میں دیکھیں۔ اگر ان کے مطالبات جائز اور حسب حیثیت ہوں تو خیر۔ ورنہ ہرگز کہنا نہ سُنیں کہ یہ عمل انہیں جہنم میں پہنچا دے گا۔

رسوم تو رسوم اولاد کے لئے کیا کیا ٹونے اور ٹوٹکے نہیں کئے جاتے سیانے نہیں بُلائے جاتے۔ مشرکانہ رسوم ادا نہیں کی جاتیں۔ اسلام بہت سادہ اور سچّا مذہب ہے۔ اس میں جتنی رسوم داخل ہوئیں وہ سب مشرکین سے حاصل کی ہوئی ہیں۔ اور خدا نے سخت ممانعت کر دی ہے کہ وہ ہرگز ان کا اتباع نہ کریں۔

و لا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالکم وصکم بہ لعلکم تتقون۔

(مسلمانو! دوسروں کا اتباع ہرگز نہ کرو۔ ورنہ وہ تمہیں اس راہ سے ہٹا دیں گے۔ جس پر چلنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ اس معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو۔)

آخر یہ رسوم جو مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ان کے گھروں میں ادا کی جاتی ہیں۔ اسلام کا تو ان سے کوئی تعلق ہے نہیں۔ یہ سب مشرکوں ہی سے حاصل کی ہوئی ہیں ان پر عمل و اصرار اور ان سے عمل و شیفتگی سو چیئے۔ اور غور کیجئے کہ یہ مشرکوں کا اتباع ہے یا نہیں۔ اور جیسا خدا خود فرما رہا ہے کہ یہ انہیں اس راہ سے ہٹا رہی ہیں۔ یا نہیں۔ جس پر انہیں چلنے کا حکم دیا گیا تھا۔ یعنی کیا خدا نے یہ حکم دیا تھا کہ تبذیر اور فضول خرچی نہ کرو۔ اور ان پر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے وہ تبذیر ہے یا نہیں۔

انہیں رسمیات کی اداکاری کے لئے کیا انسانوں کو رشوتیں لینی نہیں پڑتیں بددیانتیاں نہیں کرتے۔ ان کے ہنگاموں میں اضاعت زر کے علاوہ نمازیں قضا نہیں ہوتیں۔ خدا کی طرف سے غفلت نہیں بڑھتی۔ قرض روپیہ لے کر اس کا سود ادا کرنا نہیں پڑتا جو حرام ہے۔

اگر انسان سادگی کے ساتھ حیثیت کے مطابق زندگی بسر کرے اور جو آمدنی ہے اسی میں خرچ کرے۔ اور کچھ نہ کچھ پس انداز بھی کرتا رہے۔ تو اسے رشوت اور قرض لینے کی کیا ضرورت پڑے۔ کیوں گنہگار ہو۔

اسی لئے تو خدا نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اس معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس نے پہلے ہی فرما دیا تھا:-

انما اموالکم و اولادکم فتنۃ۔

(تمہیں یہ دولت و ثروت اور یہ جو اولاد دی گئی ہے یہ بھی فتنہ اور آزمائش کی چیزیں ہیں۔)

روپیہ اس لئے نہیں دیا گیا کہ اُسے ناجائز طریق پر خدا کی خوشنودی سے اعراض کر کے اولاد کی رسوم پر اور ان کی خوشی پر خرچ کیا جائے آتشبازیاں خرید کر دی جائیں۔ مہندیاں بنائی جائیں سینما اور تھیٹر دکھائے جائیں۔ حیثیت سے زیادہ لباس و طعام کا انتظام کیا جائے۔ ان میں چٹور پن کی عادتیں پیدا کی جائیں۔ بڑی بڑی باراتوں، جہیزوں جوڑوں اور ضیافتوں کا انتظام کیا جائے۔

ناجائز طریق پر فضول اڑایا جائے مال و اولاد ہی سے یہ اللّے تللّے سوجھتے ہیں۔ ناجائز طریق پر فضول اڑایا جائے تو یہ سب خطوات الشیطان ہیں۔ حرام ہیں۔ جنکے متعلق خدائے قدوس فرماتا ہے

اعلان:- وفاق المدارس العربیہ کی طرف سے خدام الدین کا آئندہ شمارہ وفاق کے امتحان سالانہ منعقدہ شعبان ۱۳۸۰ھ کا نتیجہ شائع ہوگا۔ رجسٹرار امتحانات وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان

ولا تتبعوا خطوات الشیطان فانہ یامر بالفحشاء والمنکر

مسلمانوں شیطانی خواہشات کا اتباع نہ کرو شیطان کے کہنے پر نہ چلو کہ اس کا تو کام ہی ہے کہ وہ بے حیائی کے کاموں کی ہدایت کرے اور ممنوعات کی طرف رغبت دلائے۔

خدا اور رسول نے مسلمانوں کو زندگی سکون و آرام سے بسر کرنے کے تمام آئین بتا دیئے تھے۔ اور انھیں ان آئین پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا اور بار بار دیا تھا لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہ کر کے خود مصائب مول لئے۔ دیکھئے کس انداز سے فرماتا ہے:۔

لا تلھکم اموالکم و اولادکم عن ذکر اللہ و من یفعل ذالک فاولئک ھم الخاسرون۔

دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے یہ مال و اولاد تمہیں خدا کے ذکر و احکام سے غافل نہ کر دیں کہ ایسا ہو گا تو نقصان اٹھاؤ گے۔

چنانچہ دیکھ لیجئے کہ مسلمان اس حکم و وصیت سے اعراض کر کے کتنا نقصان اٹھا رہے ہیں اور کس طرح محتاجی و افلاس کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ روپیہ کی اہمیت روپیہ کے کسب اور روپیہ کے خرچ کی اللہ کی بتائی ہوئی تمام تراکیب و نصائح کو مسلمان بھلا بیٹھے اور فی الواقع وہ خسارے میں آ گئے کتنے صاف اور قابل فہم الفاظ میں کہا جا رہا ہے۔

والذین ینفقون اموالھم رئاء الناس و لم یکن الشیطان قرینا وساء قرینا

جو لوگ اپنا روپیہ لوگوں کو دکھانے اور نمود و نمائش کے لئے خرچ کرتے ہیں شیطان ان کا ساتھی ہو جاتا ہے یہ ساتھی کتنا بڑا ساتھی ہے۔

شیطان بنی نوع انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے ایسا دشمن جو انسان کو پھولتا پھلتا اور آرام و راحت کی زندگی بسر کرتا دیکھ ہی نہیں سکتا وہ جس کا ساتھی بنتا ہے اُسے تباہ ہی کر کے چھوڑتا ہے اور ہمیشہ بری ہی صلاح دیتا رہتا ہے۔ مدت سے مسلمانوں کا ساتھی شیطان بنا ہوا ہے۔ جس نے ان کا دنیوی عیش و راحت تو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

فویل للذین ھم یراؤن و یمنعون الماعون۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان لوگوں کے لئے تباہی ہے جو شہرت و نمائش کے لئے خرچ کرتے ہیں۔

آخر خدا کا کام کس طرح صداقت و سچائی سے خالی ہو سکتا تھا جسے وہ خود تباہی بتائے اسے کس کی جرأت ہے جو شاد کامی کہہ سکے۔ شہرت و نمود کا بھوت ایسا مسلمانوں کے قلوب میں گھسا ہوا ہے کہ وہ اچھے سے اچھے کام بھی کرتا ہے تو بھی ان میں نمود و ریا کا رنگ پیدا کر دیتا ہے۔ پھر اگر مسلمان تکلیف اٹھائیں اور تنگی و عسرت کی زندگی بسر کریں تو تعجب سے تو نہیں۔

من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا و نحشرہ یوم القیمۃ اعمیٰ۔

اللہ تعالےٰ نے ساتھ ہی مسلمانوں کو تنبیہ کر دیا تھا کہ اگر تم ہمارے احکام و نواہی سے غفلت برتو گے تو یہی نہیں کہ دنیا میں تمہاری زندگی عسرت و تنگدستی میں گذرے گی۔ بلکہ آخرت میں بھی اس کا خمیازہ کھینچنا پڑے گا اور کل بروز حشر تم اندھے اٹھائے جاؤ گے۔

قاعدہ ہے کہ ہم کسی کو نصیحت کریں سمجھائیں اور تمام نشیب و فراز اچھی طرح سمجھا دیں پھر بھی وہ نہ مانے اور اس کی عمداً خلاف ورزی کر کے نقصان اُٹھا جائے تو اس پر رحم کے بجائے الٹا غصہ آئے گا پھر اگر مسلمانوں پر خدا کو غصہ آئے اور وہ ان پر رزق تنگ کر دے تو یہ گراں گذرنے کی بات نہیں کل تک مسلمان .... فرمانبرداری کر رہے تھے۔ اس کے تمام ذرائع و وسائل الٰہی کے ہاتھ میں تھے۔ لیکن آج ان کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس کی حالت ان سے بدرجہا بہتر نہ ہو تنہا ایک مسلمان ہی ایسے ہیں جو سب سے زیادہ مصیبت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

من عمل صالحا من ذکر او انثیٰ و ھو مومن فلنحیینہٗ حیوۃ طیبۃ

بخلاف ازیں جو لوگ ہمارے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن رہے اور انہوں نے نیک اور شریفانہ اعمال کو اپنا وطیرہ بنائے رکھا ان کی زندگی نہایت خوشگوار اور پورے عیش و آسائش میں گذرے گی۔ اور وہ دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے شاد کام رہیں گے۔ خدا نے دونوں صورتیں مسلمانوں کے سامنے پیش کر دی ہیں۔ ایک صورت اور بھی ہے اور وہ مقدمہ بازی اور خاندانی تنازعات ہیں آئے دن کے مقدموں نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا ہے اسی لئے اسلام نے مسلمانوں کو اس سے بھی روک دیا ہے کیونکہ اس میں روپیہ بھی ضائع ہوتا ہے۔ رشوتیں جھوٹ اور تکالیف بھی اٹھانی پڑتی ہیں اسی بنا پر خدا نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے جھگڑے حکام کے پاس نہ لیجایا کرو۔ لیکن مسلمان ولا تدلوا بھا الی الحکام کے حکم بھی بھول گئے۔

مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی اور اسراف و تبذیر کے تمام راستے روک دیئے تھے۔ سب کچھ کھول کھول کر بتا دیا تھا۔ لیکن انہوں نے شیطان کے کہے میں آ کر ادھر توجہ نہ کی۔ کاش مسلمان اب بھی سوچیں اب بھی سنبھلیں اور جہاں تک بڑھ گئے ہیں وہیں سے قدم پیچھے ہٹائیں کہ ان کی ترقی کا راز مذہب ہی کی پابندی میں مضمر ہے۔

کامیاب زندگی والے

بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازیں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ ان میں کوئی الزام نہیں۔ پس جو شخص اس کے علاوہ طلبگار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔

ہمارے دینی مدارس

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم لاہور

وحدت روڈ کا داخلہ وسالانہ اجلاس!

مدرسہ کا چوتھا سالانہ اجلاس بروز جمعہ ہفتہ اتوار مورخہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ بطابق ۱۴، ۱۵، ۱۶ اپریل ۱۹۶۱ء کو منعقد ہوگا۔ اس میں ملک کے مشاہیر علماء کرام شرکت فرمائیں گے۔ نیز مدرسہ کا داخلہ ابتدائی عربی درجہ کے لئے شروع ہے۔ تشنگان علوم موقعہ کو غنیمت سمجھیں اور اپنے بچوں کو داخلہ دلوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

بانی مہتمم حضرت مولانا صوفی عبدالعزیز مظہری مدرسہ عربیہ مظہر العلوم شاہد کالونی وحدت روڈ لاہور۔

مدرسہ قاسم العلوم ڈیرہ غازیخاں کا

سالانہ جلسہ مورخہ ۵، ۶، ۷ مئی ۱۹۶۱ء مطابق ۱۹، ۲۰، ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ کو ہونا قرار پایا ہے جس میں پاکستان کے ہر گوشہ کے علماء کرام اور صوفیاء عظام شرکت فرما رہے ہیں۔

لہذا تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے وہ اس مذہبی اجتماع میں شرکت فرمائیں

الداعی الی الخیر

غلام محمد مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ڈیرہ غازیخاں

طلباء علوم دینیہ کے لئے خوشخبری

۶ شوال ۱۳۸۰ھ سے مدرسہ عربیہ سراج المدارس گنجال (قائد آباد) ضلع سرگودہا کا داخلہ شروع ہے سوائے دورۂ حدیث شریف کے دیگر تمام علوم اسلامیہ کی تعلیم کا بندوبست ہے۔

ابتدائی کتب صرف ونحو وفارسی اور قرآن کے لئے حضرت الحاج مولنا قاری لطیف الدین صاحب فاضل دیوبند کی خدمات حاصل کی گئیں ہیں۔

تمام ضروریات خوردونوش وغیرہ کا مدرسہ کفیل ہے۔ بہت جلد داخلہ کی کوشش کریں۔

متصل خوشاب اسٹیشن قائدآباد پر اتر کر گنجال پونچکر مدرسہ سراج المدارس معلوم کریں۔ قاری عبدالسمیع ناظم مدرسہ

جامعہ عربیہ سراج العلوم رجسٹرڈ سرگودھا کا

داخلہ تمام طلباء علوم اسلامیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ۶ شوال ۱۳۸۰ھ سے مدرسہ کا جدید داخلہ شروع ہے۔ تمام علوم عربیہ کے علاوہ دورۂ حدیث شریف کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے تقریبًا تمام مصارف خوردونوش وغیرہ کا مدرسہ کفیل ہے مدرسہ وفاق المدارس العربیہ سے ملحق ہے اور وفاق کے قواعد کا پابند ہے۔

نوٹ:۔ حضرت استاد العلماء سند الفضلاء مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ خود بھی تعلیمی سلسلہ میں نزدیک ہوں گے۔ لہذا بہت جلد داخلہ کی کوشش کریں۔

العارض (قاری) عبدالسمیع ناظم جامعہ ہذا

طلباء علوم کو خوشخبری

مدرسہ عربیہ جامعہ حنفیہ کریمیہ اپنی تعلیمی خدمات نہایت شوق و اخلاص سے پیش کر رہا ہے۔ طلباء کو ان کی جائز ضروریات وسہولیات بہم پہنچائی جائیں گی۔ اسباق ۱۵ شوال سے شروع ہو رہے ہیں۔

ناظم و بانی مدرسہ جامعہ حنفیہ کریمیہ۔ محمد عبد الکریم مظاہری صدر شاہ پوتہ ڈاک خانہ خاص ضلع سرگودھا پاکستان

مدرسہ عربیہ تعلیم الدین بھیرہ

مدرسہ ہذا جامع مسجد مہاجرین بھیرہ ضلع سرگودہا کافی عرصہ سے جاری ہے علوم دینیہ نہایت اہتمام سے پڑھائے جاتے داخلہ شروع ہے۔ شائقین علم فائدہ اٹھائیں۔

مہتمم مدرسہ تعلیم الدین جامع مسجد مہاجرین بھیرہ ضلع سرگودہا۔

مدرسہ اشرفیہ

سکھر میں نئے سال کا داخلہ!

علاقہ سندھ کی مشہور دینی درسگاہ ہے جس کی خدمات سے بفضل ایزدی دیندار طبقہ مطمئن ہے۔ ہر سال مدرسہ میں اسلامی علوم کے خواہشمند طبقہ کثیر تعداد میں تشریف لاتے ہیں۔ اور علوم اسلامیہ سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ خصوصًا حفظ قرآن اور درس نظامی کے ابتدائی درجات کی تعلیم قرب وجوار کے علاقہ میں کافی شہرت حاصل کر چکی ہے۔

رمضان کی سالانہ تعطیلات کے بعد ۸ شوال سے مدرسہ کے مقام درجات میں داخلہ شروع ہو چکا ہے خواہشمند طلبا جلد از جلد خطوط کے ذریعہ داخلہ کی اجازت حاصل کرلیں۔ داخلہ محدود ہے۔ بہت جلد تعداد مقررہ پوری ہو جانے کا امکان ہے۔

محمد احمد تھانوی مہتمم مدرسہ اشرفیہ کوئنس روڈ سکھر

جامعہ حنفیہ النوریہ!

زیر اہتمام حضرت مولانا شیخ الحدیث حافظ عبدالحنان صاحب کام پوری چل رہا ہے۔ جس میں حضرت کے علاوہ دیگر بلند پایہ علماء کرام تعلیمی وتدریسی مشاغل شروع کرنے والے ہیں۔

داخلہ آخر شوال تک رہے گا۔

لہذا شائقین علم حضرات اس سنہری موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

طلباء و مستحقین کے ضروریات کا مدرسہ کفیل ہوگا۔

حبیب الرحمٰن غفرلہ ناظم جامعہ حنفیہ النوریہ متصل ریلوے پل اوکاڑہ۔

مدرسہ عربیہ مخزن العلوم

امسال حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مدرس قاسم العلوم ملتان بطور شیخ الحدیث تشریف لا رہے ہیں۔ شائقین علم حدیث جلدی مدرسہ مذکور میں پونچنے کی کوشش کریں۔ آخری عشرہ ذوالحجہ میں حضرت مولانا درخواستی بھی حج مبارک سے فارغ ہو کر واپس مخزن العلوم پہونچ کر اسباق شروع فرمائیں گے۔

ناظم مدرسہ مخزن العلوم خانپور

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

رحیم یار خاں میں

چوہدری امانت علی بی۔ اے اینڈ سنز ایجنٹ اخبارات سے طلب کریں پرچہ گھر پہنچانے کا بھی انتظام ہے۔ فون نمبر 150۔

بقیہ:

قرآنی قانون اور اسلامی نظامِ حکومت

(ص۳ سے آگے)

اللہ ان کا تھا۔ وہ اسلام کے لئے تھے اور اسلام کا والی ان کے ساتھ تھا۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ۔

(اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے پاؤں جما دے گا۔)

لیکن جوں جوں مسلمانوں میں عملی اور دینی کمزوریاں راہ پاتی گئیں۔ باہمی تعاون و تناصر گھٹتا گیا۔ دینی احکام و مسائل سے بے اعتنائی برتی جانے لگی۔ عیش و عشرت رقص و سرود اور بے باکی بڑھتی گئی۔ مسلمان گرتے چلے گئے۔ اور گرتے گرتے اس حد تک آ پہنچے کہ وہ دوسروں کے سہارے جینے لگے۔ دوسروں کی نقل میں فخر محسوس کرنے لگے۔ ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ ٹرکی حکومت کو لیجئے۔ تنزّل کے آخری مراحل میں بھی جب کہ قاضیوں مفتیوں اور فوجی جرنیلوں میں بھی غلط کار اور غدار پیدا ہو چلے تھے عیسائی سلطنتوں کو مختلف مراعات دیکر وہ اپنے ملک کے اندر جاسوسوں کا جال بچھا چکے تھے۔ پھر بھی اسلامی احکام کے پاس کی برکت تھی۔ اور برائے نام اسلامی حکومت ہونے کا اثر تھا کہ ترکوں کا بچّہ بچّہ اسلام کے نام پر سر کٹوانے پر فخر کرتا۔ اور روس اور سارا یورپ مل کر بھی ان کو یورپ کا مردِ بیمار کہہ کر یورپ سے بے دخل نہیں کر سکا۔ اور عیسائی دنیا کے ساتھ جنگ طرابلس، جنگ بلقان میں تنہا ترک لڑے اور روس سے ہمیشہ برسرِ پیکار رہے۔

آہ! کہ دشمنوں نے ہماری شیرازہ بندی توڑ کر اکیلے اکیلے ہم سب کو ذلیل کیا۔ ہاں تو تنزّل کے آخری مرحلہ میں بھی سلطنت عثمانیہ اور ترکی خلافت کا رعب باطل پر چھایا رہا ؎

فتح و شکست نصیبوں پہ ہے وے اے میرؔ
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

مگر آج وہی ترکی جو اسلامی احکام کے لحاظ سے کمزور اور خلافت کی برکات سے محروم ہوا۔ (چاہے وہ کتنی ہی کمزور اور برائے نام تھی)، اسباب اور مادی وسائل کے لحاظ سے مضبوط ہونے کے باوجود آج اسے اپنے دفاع کے لئے دوسروں پر تکیہ کرنا پڑ رہا ہے۔ وہاں اختلافات اور خانہ جنگی کی سی کیفیت ہے۔ اسلام سے دور ہونے کے نتائج چاہے دیر سے ظاہر ہوں۔ لیکن کسی طرح بھی اچھے نہیں ہوتے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

جب ہم روسی اشتراکیت کے مقابلہ میں اسلام کو پیش کرتے ہیں۔ تو کہا جاتا ہے کہ اسلام کہاں ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد وہ چل نہیں سکا جب کسی اصول پر عمل نہ ہو رہا ہو یا نہ ہو سکتا ہو تو صرف اصول کی حد تک وہ کتنا ہی صحیح کیوں نہ ہو اس کو مشعلِ راہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایسا کہنے والوں میں نام نہاد مسلمان بھی ہیں۔

اس کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ یہ دشمنوں کا پروپیگنڈا ہے۔ پہلے تو ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ مذہب سچا، اصول درست اور احکام حق ہیں یا نہیں اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً سچ اور حق ہے تو پھر ہمیں اس کو بروئے کار لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نہ کہ بزدلوں کی طرح دشمن کی معمولی چشم نمائی سے مورچے چھوڑتے چلے جائیں۔ آخر اشتراکی اصول بھی خود بخود تو نہیں پھیلے جن کا پہلے نام بھی نہیں تھا۔ اگر آپ ان کے لئے جد و جہد کرتے ہیں۔ ان ملکوں میں جہاں وہ نہیں ہیں۔ تو اسلام کے لئے کیوں نہیں کرتے۔ اسلام کے لئے جد و جہد کرنے میں آج اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہو گی اور کل قیامت کو سرخ روئی ہو گی۔

دوسری بات یہ کہ اسلام کے اصول پر تیس سال کے علاوہ کبھی عمل نہیں ہوا سراسر دھوکا اور جھوٹ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ خلافتِ راشدہ کے بعد عموماً اقتدار و حکومت کے لئے صحیح طریقے اختیار نہیں کئے گئے۔ مگر اکثر یہی ہوا کہ جس نے بھی اقتدار سنبھالا۔ اس نے ملکی قانون اور اصولِ حکمرانی کے طور پر اسلام ہی کو مشعلِ راہ بنایا۔

کیا بنو امیّہ کے زمانہ میں سو سال تک دیوانی فوجداری اور دیگر معاملات میں قانونِ قرآن پر عمل نہ تھا؟ کیا پھر صدیوں تک خلافتِ عباسیہ میں بحیثیت مجموعی قرآن و سنّت اور فقہ اسلامی کے سوا کوئی اور رہنمائی موجود تھی؟ کیا اس دَور میں امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے دوسرے حضرات کے ہاتھوں میں نظامِ عدل و انصاف نہ تھا؟ اور کیا ان کی عدالتوں میں بڑے بڑے آئمہ فقہ کی شرعی بحثیں نہ ہوا کرتی تھیں؟ کیا غازی اورنگ زیبؒ کے زمانہ میں آئینی کمیشن نے جو سینکڑوں علماء پر مشتمل تھا، "عالمگیری" مرتب نہیں کی تھی۔ اور کیا رنگون سے تاشقند تک ایک عالمگیری پر سارے نظام سلطنت کا دار و مدار نہ تھا۔ کیا انہوں نے کتاب و سنّت کے سوا کسی اور شے کو امام و رہنما بنایا تھا؟

اس میں شک نہیں کہ بعد میں آہستہ آہستہ یہ صلابت نہ رہی۔ مگر جس زمانہ میں جس حد تک اسلام کی پابندی رہی اس وقت اسی درجہ میں مسلمان سربلند رہے۔

آج بھی ہماری کامیابی اور ناکامی کا دار و مدار اسی امر پر ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کے احکام کے سامنے کتنے جھکتے ہیں۔ یا ان سے کتنی رُو گردانی اختیار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام ممالکِ اسلامیہ اور ہمارے عزیز وطن کو نظرِ بد سے بچائے۔ آمین ؂

ضروری گزارش

(۱) خریداروں سے التماس ہے کہ وہ ادارہ سے خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ اگر آپ خریداری نمبر نہیں لکھیں گے تو آپکے ارشادات کی تعمیل نہیں کیجا ئیگی۔

(۲) اگر آپ کے پتے کی چٹ پر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ آپکا چندہ ختم ہو چکا ہے اس لئے اس کارِ خیر کو جاری رکھنے کیلئے مزید چندہ ارسال کر دیں۔

(۳) حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہٗ کی خدمت میں خط لکھتے وقت مختصر اور مقصد کی بات لکھیئے۔ فضولیات اور لمبی کہانیاں لکھنے سے گریز فرمائیں۔ (ادارہ)

جناب ماسٹر لال دین صاحب اخگر۔ بی۔ اے بی ٹی

خدا بخش کا خواب

تبصرہ

(۲)

قارئین کرام نے مولوی خیر الٰہی کے انجام بد پر ضرور اظہار تاسف فرمایا ہوگا۔ ہم اُن کے ہمنوا ہیں۔ مگر کاش! ہم ان اسباب وعلل پر بھی غور کریں۔ جن کی موجودگی نے مولوی خیر الٰہی جیسے عالم دین کو جہنم کا ایندھن بنا کر چھوڑا۔ اس قحط الرجال میں ایک حافظ زادے۔ مفتی زادے کتاب و سنت کے حامل کا بے دینی کے سیل بے پناہ میں خس وخاشاک کی طرح بہہ جانا۔ کوئی معمولی بات نہیں۔ ہم تو اس خاندان کی روحانی موت پر خون کے آنسو بہانے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ اس کے بزرگوں نے اپنی زندگیاں علوم نبویؐ کی خدمت میں صرف کردیں۔ علم دین انبیاء کرام کا ورثہ اور زبان مصطفویؐ اس کی سعادات و برکات کی تعریف میں بایں الفاظ گوہر بار ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰے وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ وَ اَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَ اَھْلَ الْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَالْحِیْتَانُ فِی الْبَحْرِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ۔ (متفق علیہ) "بیشک خدا تعالےٰ اور اس کے فرشتے۔ آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلیاں سمندر میں لوگوں کو نیکی کی تعلیم دینے والے پر رحمت بھیجتے ہیں" اللہ اللہ! یہ عالم دین ہی ہے جس پر پروردگار عالم کی خصوصی رحمت بارش بن کر رات دن برستی ہے۔

مولوی خیر الٰہی کا خاندان برسوں سے خالق ارض وسما کی برکات کا مہبط بنا ہوا تھا۔ لوگوں کی دیکھا دیکھی تہذیب مغرب کا بھوت اس سادہ لوح انسان کے سر پر سوار ہوا۔ ادھر اس نے قرآن پاک اور سنت رسول اللہ سے منہ موڑا۔ ادھر بے غیرتی آفت بن کر تمام گھر والوں پر چھاگئی۔ دیکھئے ایک باپ کے غلط اقدام نے کس طرح تمام گھر والوں کو کفر کی راہ پر ڈال دیا۔ اگر خیر الٰہی کی لڑکیاں اور لڑکے کتاب وسنت کی تعلیم حاصل کرتے۔ تو دنیا میں سرخروئی اور قیامت میں جنت الفردوس کے مستحق بنتے۔ مگر انہوں نے باپ کی تحسین و آفرین پر الحاد کو اپنایا۔ اور آسمانی احکام سے بالکل ہی نا آشنا رہے۔ انجام کار دنیا کی چند روزہ زرق برق زندگی دوزخ کی ہمیشگی سے بدل گئی۔ اور آج برسوں کے بعد اس خاندان کے یہ پہلے بدنصیب افراد ہیں۔ جو جہنم کے دروازے پر ماخوذ ہو کر لائے گئے۔

اور یہ حقیقت ہے جس گھر میں قرآن حکیم کی بجائے شیکسپیئر کے ڈرامے۔ احادیث مقدمہ کی جگہ ٹھیکرے اور کارپرفیلڈ کے ناول اور فقہا کے زریں اقوال کے مقابلے میں بے دین فلسفیوں کی یاوہ گوئی زندگی کا اہم ترین فریضہ بن جائے۔ وہاں تیلون، ٹائی سگار نیل پالش سرخی پوڈر! عورتوں کے لئے بوائے بال کٹ نیم عریاں لباس شراب۔ جوا۔ فلمی گیتوں پر وجد اور عشقیہ ٹھمریوں پر سرمستی ذہنوں میں خمار بن کر نہ راہ پائے۔ تو اور کہاں پائے گی۔ کالج کی ہوائیں دین فطرت کی ہر خوبی کو چھیننے کے لئے کافی ہیں۔ سنئیے! اس مسلّمہ واقعیت کو اقبال مرحوم نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

علم از و رسوا ست اندر شہر و دشت
جبرائیل از صحبتش ابلیس گشت

تہذیب فرنگی کے تباہ کن اثرات کا یہ ادنی ساکرشمہ ہے کہ مسلمان نوجوان قرآن مجید کے شیدا بننے کی بجائے اس سے نفور ہیں اُن کو کتاب اللہ جیسے نورانی پیغام میں زندگی کی ایک راہ بھی نظر نہیں آتی اُن کے لئے اسوۂ حسنہ کی فردوسی دعوتیں اپنے اندر کوئی کشش نہیں رکھتی ہیں وہ شیلے اور کیٹس کی عشقیہ تانوں سے اپنے دل کی پیاس بجھاتے ہیں وہ مسلم و بخاری کی ملکوتی مجلسوں سے کُلیتہً نا آشنا ہیں۔ ان عقل کے اندھوں کو کیا خبر ہے۔ کہ تہذیب مغرب نے اُن کے ساتھ کیا کیا ہے۔

افرنگ ز خود بے خبرت کرد وگرنہ
اے بندۂ مومن تو بشیری تو نذیری

(اے نوجوان مسلم! لادینی تہذیب نے تجھ کو تیرے مقام سے نابلد رکھا ہے۔ ورنہ تیرے منصب جلیلہ کا تقاضا ہے کہ تو رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے بشیری ونذیری کے فیوض حاصل کرے۔ اور باقی اقوام عالم کا ہادی بن کر زندگی بسر کرے)

یہ حضرت علامہ محمد اقبال مرحوم کی آنکھ تھی۔ جس نے ہماری غلامانہ ذہنیت پر خون کے آنسو ٹپکائے۔ اور اکبر الٰہ آبادی مرحوم جنہوں نے فرنگی مدنیت کے مہلک اثرات کو اپنی دور رس نگاہوں سے دیکھا۔ اور صرف ایک شعر میں وہ بات کہی۔ جو ہمدردان ملک وملت کی برسوں کی تحریروں اور تقریروں کا حاصل ہے۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا۔
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی۔

خیر! آمدم برسر مدّعا! ہائے افسوس مولوی خیر الٰہی اپنی تمام اولاد کو ساتھ لے کر جہنّم کے دروازے پر کھڑا ہے۔ مگر صد ہزار بار افسوس! ہمارے موجودہ معاشرے میں ہزاروں بلکہ لاکھوں خیر الٰہی موجود ہیں۔ جو اپنے انجام بد کی فکر نہیں کرتے۔ رات دن ترقی۔ ترقی کا وظیفہ ورد زبان ہے۔ اس موقعہ پر ہم خدا بخش کے خواب کو تمام دُنیائے اسلام کے سامنے بخلوص قلب پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ امت بیضا کا اکثر و بیشتر حصہ اسی طرح دنیا کے نشے میں مخمور ہے۔ امریکہ اور لندن کے سفر لاکھوں روپے کے صرفہ سے اختیار کئے جاتے ہیں۔ مگر واپس آنے والوں کی دیکھی ہوئی حقیقت پر غور نہیں کرتے۔ نباض تہذیب یورپ علامہ اقبال مرحوم سے پوچھئے۔ فرماتے ہیں۔ (باقی صـ۱۸ پر)

(از جناب محمد شفیع عمرالدین صاحب سانگھڑ)

از مکافاتِ عمل غافل مشو

(۱)

جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے

وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ○

(البقرہ آیت ۹۶ - ع - ۱۱)

ترجمہ: اور اللہ دیکھتا ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے کسی عمل سے بے خبر نہیں۔

وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

(البقرہ آیت ۱۴۰ - ع ۱۶)

ترجمہ: اور اللہ بے خبر نہیں اس سے جو تم کرتے ہو۔

موت کا آنا یقینی ہے

ایک دن انسان مرے گا۔

(۱) ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ ○

ترجمہ:۔ پھر تم اس کے بعد مرنے والے ہو۔

یعنی ایک دن آنے والا ہے کہ تمہاری اس زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تمہیں موت آجائے گی۔

(۲) کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ۔

ترجمہ:۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

(۳) وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ ○

ترجمہ: اور موت کی بے ہوشی تو ضرور آکر رہے گی۔ یہی ہے، جس سے تو گریز کرتا تھا۔

"یعنی آدمی نے موت کو بہت کچھ ٹالنا چاہا۔ اور اس ناخوشگوار وقت سے بہت کچھ بھاگتا رہا۔ پر یہ گھڑی ٹلنے والی کہاں تھی؟ آخر سر پر آ کھڑی ہوئی۔ کوئی تدبیر اور حیلہ دفع الوقتی کا نہ چل سکا۔"

(حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ)

(۳) کَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ○ وَقِیْلَ مَنْ ٜ رَاقٍ ○ وَّظَنَّ اَنَّہُ الْفِرَاقُ ○ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ○ اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِ نِ الْمَسَاقُ ○

(القیمۃ آیت ۲۹-۳۶)

ترجمہ: نہیں نہیں جب کہ سانس گلے تک پہنچ جائے گی اور لوگ کہیں گے کوئی جھاڑنے والا ہے۔ اور وہ خیال کرے گا کہ یہ وقت جدائی کا ہے۔ اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جائے گی تیرے رب کی طرف اس دن چلنا ہوگا۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

یعنی آخرت کو ہرگز دُور مت سمجھو۔ اس سفرِ آخرت کی پہلی منزل تو موت ہے جو بالکل قریب ہے یہیں سے باقی منزلیں طے کرتے ہوئے آخری ٹھکانے پر جا پہنچو گے۔ گویا ہر آدمی کی موت اس کے حق میں بڑی قیامت کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔ یہاں مریض کی روح سمٹ کر ہنسلی میں پہنچی اور سانس رُکنے لگی سمجھو کہ سفرِ آخرت شروع ہو گیا۔

ایسی مایوسی کے وقت طبیبوں اور ڈاکٹروں کی کچھ نہیں چلتی۔ جب لوگ ظاہری علاج و تدبیر سے عاجز آجاتے ہیں تو جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں کی سوجھتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میاں! کوئی ایسا شخص ہے جو جھاڑ کر کے اس کو مرنے سے بچا لے۔

اور بعض سلف نے کہا ہے کہ "مَنْ رَاقٍ" فرشتوں کا کلام ہے جو ملک الموت کے ساتھ روح قبض کرتے وقت آتے ہیں۔ وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ کون اس مردے کی روح کو لے جائے گا۔ رحمت کے فرشتے یا عذاب کے؟

اس تقریر پر "راقی" رقی سے مشتق ہوگا۔ جس کے معنیٰ اوپر چڑھنے کے ہیں۔ "رقیہ" سے نہ ہوگا جو "افسوں" کے معنیٰ میں ہے۔

یعنی مرنے والا سمجھ چکا کہ تمام عزیز و اقارب، محبوب اور مالوف چیزوں سے اب اس کو جدا ہونا ہے یا یہ مطلب کہ رُوح بدن سے جدا ہونے والی ہے۔

یعنی بعض اوقات موت کی سختی سے ایک پنڈلی دوسری پر لپٹ جاتی ہے نیز نیچے کے بدن سے رُوح کا تعلق منقطع ہونے کے بعد پنڈلیوں کا ہلانا اور ایک دوسرے سے جدا رکھنا اس کے اختیار میں نہیں رہتا۔ اس لئے ایک پنڈلی دوسری پر بے اختیار جا گرتی ہے اور بعض سلف نے کہا کہ عرب کے محاورات میں "ساق" کنایہ ہے سخت مصیبت سے۔ تو آیت کا ترجمہ یوں کیا جائے گا "ملی ایک سختی دوسری سختی کے ساتھ۔"

کیونکہ مرنے والے کو اس وقت دو سختیاں پیش آتی ہیں۔ پہلی سختی تو یہی دنیا سے جانا، مال و اسباب، اہل و عیال جاہ و حشم، سب کو چھوڑنا دشمنوں کی خوشی و طعنہ زنی اور دوستوں کے رنج و غم کا خیال آنا اور دوسری اس سے بڑی قبر اور آخرت کے احوال کی ہے جس کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی۔

قیامت کے دن دوبارہ اٹھایا جانا

ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تُبْعَثُوْنَ ○ (المومنون آیت ۱۶)

ترجمہ: پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

پھر نیک و بد اعمال کا حساب کتاب ہوگا

اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا

كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

(المؤمن آیت ۱۷)

ترجمہ: آج کے دن ہر شخص اپنے کئے کا بدلہ پائے گا۔ آج کچھ ظلم نہ ہو گا بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے انسان کا کوئی عمل پوشیدہ نہیں

يَعْلَمُ خَاۗىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝

(المومن آیت ۱۹)

ترجمہ: وہ آنکھ کی خیانت اور دل کے بھید جانتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ کا علم اس قدر حاوی ہے کہ ترچھی آنکھ سے کوئی چیز دیکھی جائے اس کا بھی اسے علم ہے۔ اور سینوں کے تمام راز جانتا ہے۔ لہٰذا قیامت کے دن صحیح جزائے اعمال عطا فرمائے گا۔"

(حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ)

نیکی، بدی

اس دن زندگی بھر انسان نے جو بھلے یا برے عمل کئے ہوں گے وہ سب اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

(الزلزال آیت ۷-۸)

ترجمہ: پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بھی برائی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔

اعمالنامہ

اس دن انسان کو اس کا اعمالنامہ دکھایا جائے گا۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝

ترجمہ: اپنا اعمال نامہ پڑھ لے۔ آج اپنا حساب لینے کے لئے تو ہی کافی ہے۔

یعنی اپنے کرتوتوں کو دیکھ کر تو خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ تو انعامات کا حق دار ہے یا عذاب کا؟

حیرانگی

اعمال نامہ دیکھتے ہی انسان ہکا بکا رہ جائے گا:

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝

(الکہف آیت ۴۹)

ترجمہ اور اعمال نامہ رکھ دیا جائے گا۔ پھر تو مجرموں کو دیکھے گا، اس چیز سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہے اور کہیں گے افسوس ہم پر کیسا اعمالنامہ ہے کہ اس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی مگر سب کو محفوظ کیا ہوا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پالیں گے اور رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

"گنہگار اعمال نامہ دیکھ کر خوف زدہ ہو جائے گا۔ دنیا میں خدا سے ڈر کر گناہوں سے نہ بچتا تھا۔"

اب ڈر رہا ہو گا کہ خدا جانے کیسا سلوک اس کے ساتھ کیا جائے گا۔

اعمال کا وزن

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(المومنون آیت ۱۰۲)

ترجمہ: پھر جس کا پلہ بھاری ہوا تو وہی فلاح پائیں گے۔

یعنی جس کی نیکیوں کا پلّہ بھاری ہو گا وہ جنت میں جائے گا۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝

(المومنون آیت ۱۰۳)

ترجمہ: اور جن کا پلہ ہلکا ہو گا تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔

یعنی جن کا نیکیوں کا پلّہ ہلکا ہو گا اور برائیوں کا وزنی۔ وہ جہنم میں جائیں گے۔ کافر اور مشرک تو ہمیشہ جہنم میں جائیں گے۔ البتہ گنہگار مومن اپنی سزا پوری کر کے انجام کار جنت میں جائیں گے۔

خوش نصیب

اس دن وہ ہو گا جس کو اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور سیدھا جنت میں جائے گا۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَاۗؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْۗئًۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝

(الحاقۃ آیت ۲۴)

ترجمہ: جس کو اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سو وہ کہے گا لو میرا اعمال نامہ پڑھو۔ بے شک میں سمجھتا تھا کہ میں اپنا حساب دیکھوں گا۔ سو وہ دل پسند عیش میں ہو گا بلند بہشت میں جس کے میوے جھکے ہوں گے۔ کھاؤ اور پیو۔ ان کاموں کے بدلے میں جو تم نے گزشتہ دنوں میں بھیجے تھے۔

"پھر (نامۂ اعمال اُڑا کر ہاتھ میں دیئے جائیں گے تو) جس شخص کا نامۂ عمل اس کے داہنے میں دیا جائے گا وہ تو (خوشی کے مارے آس پاس والوں سے) کہے گا۔ کہ لو میرا نامۂ اعمال پڑھ لو میرا (تو پہلے ہی سے) اعتقاد تھا کہ مجھ کو میرا حساب پیش آنے والا ہے (یعنی میں قیامت و حساب کا معتقد تھا مطلب یہ کہ میں ایمان و تصدیق رکھتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کی برکت سے آج مجھ کو نوازا) غرض وہ شخص پسندیدہ عیش۔ یعنی بہشت بریں میں ہو گا۔ جس کے میوے (اس قدر) جھکے ہوں گے (کہ جس حالت میں چاہیں گے، لے

سکیں گے اور حکم ہو گا کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ، ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے بامید صلہ گزشتہ ایام (یعنی زمانہ قیام دنیا) میں کئے ہیں۔

(بیان القرآن)

بدنصیب

اس دن وہ ہو گا جس کو اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۝ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۝ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۝ مَاۤ اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِیَهْ ۝ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۝ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۝ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۝ لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ ۝

(الحاقۃ آیت ۲۵-۳۷)

ترجمہ: اور جس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو کہے گا اے کاش! میرا اعمال نامہ نہ ملتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔ اسے پکڑو۔ پس اسے طوق پہنا دو۔ پھر اسے دوزخ میں ڈال دو۔ پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے، اسے جکڑ دو۔ بے شک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا جو بڑا عظمت والا ہے اور وہ مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہیں دیتا تھا۔ سو آج اس کا کوئی دوست نہیں۔ اور نہ کھانا ہے مگر زخموں کا دھوون اسے سوائے گنہگار کے کوئی نہیں کھائے گا

اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، سو وہ (نہایت حسرت سے) کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ مجھ کو میرا نامۂ اعمال نہ ملتا اور مجھ کو یہ بھی خبر نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ موت (اولی) ہی خاتمہ کر چکتی (اور بعث نہ ہوتا جس پر اعطاء کتاب وحساب مرتب ہوا، افسوس!) میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا میرا جاہ (بھی) مجھ سے گیا گزرا (یعنی مال و جاہ سب بے سود ٹھہرا۔ ایسے شخص کے لئے فرشتوں کو حکم ہو گا کہ) اس شخص کو پکڑو اور اس کے طوق پہنا دو۔ پھر دوزخ میں اس کو داخل کرو۔ پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے، اس کو جکڑ دو (اس گز کی مقدار خدا کو معلوم ہے۔ کیونکہ گز وہاں کا ہو گا آگے اس عذاب کی وجہ بتلاتے ہیں کہ) یہ شخص خدائے بزرگ پر ایمان نہ رکھتا تھا (یعنی جس طرح ایمان لانا حسب تعلیم انبیاء ضروری تھا وہ ایمان نہ رکھتا تھا) اور (خود تو کسی کو کیا دیتا۔ اوروں کو بھی) غریب آدمی کے کھلانے کی ترغیب نہ دیتا تھا (یہاں اطعام اور حض سے مرتبہ مرتبہ واجبہ ہے اور اس کے ترک سے مراد وہ ترک جس کا سبب عدم ایمان ہو۔

حاصل یہ کہ خدا کی عظمت اور مخلوق کی شفقت جو اصل عبادات متعلقہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ہیں۔ یہ دونوں ہی کا منکر تھا۔ اس لئے یہ مستحق عذاب ہو گا) سو آج اس شخص کا نہ کوئی دوست دار ہے اور نہ اس کو کوئی کھانے کی چیز نصیب ہے بجز زخموں کے دھوون کے (یعنی بجز ایسی چیز کے جو کراہت وصورت میں مثل غسلین کے ہو گا اور یہ حصر اضافی ہے اور مقصود اس سے نفی ہے اطعمہ مرغوبہ کی ورنہ زقوم وغیرہ کا ہونا خود آیات سے ثابت ہے۔ غرض ان کا طعام غسلین ہو گا جس کو بجز گناہ گاروں کے کوئی نہ کھائے گا۔"

(بیان القرآن)

بقیہ:

احادیث الرسول ﷺ

(صـ۸ سے آگے)

دَخَلَ عَلَیْهَا فَقَدَّمَتْ لَهٗ بِطَعَامٍ فَقَالَ لَهَا كُلِیْ فَقَالَتْ اِنِّیْ صَائِمَةٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّائِمَ اِذَا اُكِلَ عِنْدَهٗ صَلَّتْ عَلَیْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰی یَفْرُغُوْا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ۔

ترجمہ: امّ عمارہؓ بنت کعب کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ پس میں نے آپ کے لئے کھانا منگوایا آپ نے امّ عمارہ سے فرمایا تم بھی کھاؤ امّ عمارہؓ نے کہا میں روزہ سے ہوں آپ نے فرمایا روزہ دار کے سامنے جب کھانا کھایا جائے تو رحمت بھیجتے ہیں فرشتے اس پر اس وقت تک کہ کھانا کھانے والے کھانے سے فارغ ہوں۔ احمد، ترمذی، ابن ماجہ۔ دارمی۔

بقیہ: خدا بخش کا خواب

تیاد معانی کو یورپ سے ہے۔ نومیدی دلکش ہے۔ فضا۔ لیکن بے نافہ تمام آہو کاش! کالج کے قابل فخر نوجوان علامہ مرحوم کی تصنیفات کا مطالعہ کریں۔ تاکہ ان پر فرنگی تمدن کے زہریلے اثرات کی قلعی کھل جائے۔ ادھر اُدھر اسلام کی نورانی صورت اپنی پوری تابانیوں سے اُن کے دلوں میں جلوہ گری کرے۔ ورنہ موجودہ روش تو انسانیت کی ابدی ہلاکت سے ہرگز کم نہیں۔ سُنئے۔ اپنی زبوں حالی کا مرثیہ علامہ موصوف کی الہامی زبان سے سنئیے!

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مردہ ہے۔ مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

بچوں کا صفحہ

ایثار

ابوجہم بن حذیفہ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں، میں اپنے چچا زاد بھائی کی تلاش میں نکلا اور ایک مشکیزہ پانی کا اپنے ساتھ لے لیا۔ ممکن ہے کہ وہ پیاسے ہوں تو میں ان کو پانی پلاؤں۔ اتفاق سے وہ ایک جگہ ایسی حالت میں پڑے ہوئے تھے کہ دم توڑ رہے تھے اور جان کنی شروع تھی۔ میں نے پوچھا "پانی کا گھونٹ دوں؟" انہوں نے اشارے سے ہاں کی۔ اتنے میں دوسرے صاحب جو قریب ہی پڑے تھے وہ بھی مرنے لگے۔ اور انہوں نے آہ کی۔ میرے چچا زاد بھائی نے آواز سنی تو مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ میں ان کے پاس پانی لے کر گیا۔ وہ ہشام بن العاص تھے۔ ان کے پاس پہنچا ہی تھا کہ ان کے قریب ایک تیسرے صاحب اس حال میں پڑے دم توڑ رہے تھے۔ انہوں نے آہ کی۔ ہشام نے مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ میں ان کے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کا دم نکل چکا تھا۔ ہشام کے پاس واپس آیا تو وہ بھی جاں بحق ہو چکے تھے۔ ان کے پاس سے اپنے بھائی کے پاس واپس لوٹا تو وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بہادری
اللہ کے لئے مرنے کا شوق

حضرت عبد اللہ بن جحش نے غزوۂ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ اے سعد! آ، مل کر دعا کریں کہ ہر شخص اپنی اپنی ضرورت کے موافق دعا کرے۔ دوسرا آمین کہے۔ کیونکہ یہ دعا قبول ہونے کے زیادہ قریب ہے۔

دونوں حضرات نے ایک کونے میں جا کر دعا کی۔ اوّل حضرت سعد نے دعا کی۔ یا اللہ! جب کل کو لڑائی ہو تو میرے مقابلہ میں ایک بڑے بہادر کو مقرر فرما جو سخت حملے والا ہو وہ مجھ پر سخت حملہ کرے اور میں اس پر زور دار حملہ کروں۔ پھر مجھے اس پر فتح نصیب فرما کہ میں اس کو تیرے راستے میں قتل کر دوں اور اس کی غنیمت حاصل کروں۔ حضرت عبد اللہ نے آمین کہی۔

اس کے بعد حضرت عبد اللہ نے دعا کی "اے اللہ! کل کو میدان میں ایک بہادر سے مقابلہ کر۔ جو سخت حملے والا ہو۔ میں اس پر شدت سے حملہ کروں۔ وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور پھر وہ مجھے قتل کر دے۔ پھر میرے ناک کان کاٹ لے۔ پھر میری قیامت میں جب تیرے حضور پیشی ہو تو تو کہے: عبد اللہ! تیرے ناک، کان کیوں کاٹے گئے؟ میں عرض کروں: "یا اللہ! تیرے اور تیرے رسولؐ کے راستے میں کاٹے گئے۔ پھر تو فرمائے "سچ ہے۔ میرے ہی راستے میں کاٹے گئے۔ حضرت سعد نے آمین کہی۔

دوسرے دن لڑائی شروع ہوئی اور دونوں حضرات کی دعائیں اسی طرح قبول ہوئیں۔ جس طرح مانگی گئی تھیں

اے مالکِ دو عالم!

لے کر تیرا سہارا، اے مالکِ دو عالم
کرتا ہوں غم گوارا، اے مالکِ دو عالم

اکثر تجھی کو غم میں بیتاب ہو کے میں نے
بے ساختہ پکارا، اے مالکِ دو عالم

ہر گل سے ہر شجر سے ہر گلستاں سے تیری
قدرت ہے آشکارا، اے مالکِ دو عالم

بیدار کر کے تو نے سونے کے بعد مجھ کو
دی زندگی دوبارا، اے مالکِ دو عالم

سجدے میں گر کے شب کو تنہائیوں میں اکثر
میں نے تجھے پکارا، اے مالکِ دو عالم

راسخ عرفانی

خدام الدین لاہور

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمۂ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰ ۲۰ ۲۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا